

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل العلم نوراً

٤٦

يَهْدِي إِلَى الْعِلْمِ

وَالْعِلْمُ نُورٌ

وَالنُّورُ هُدًى
وَالْهُدَى إِلَى سُبُلِ الْوَسْطَى

اب آپ مافی الضمیر کر دینا منطوق حضرت وہ یہ ہے کہ فی حق ہر جہان
 اپنی اوقات صبح سے نو بجے تک اللہ کی خوشنودی میں گزارتا ہوں۔
 جو صاحب بہ نیرنگی زمانہ نانبجار بادل حزن و زار پہنچے انکی بہبودی
 چاہتا ہوں حسب اتفاق ایک مہربان بادل ناچاق ہاتھ میں پرچہ فراق
 صورت پریشان آنکھیں حیران تشریف لائے اور زمرہ محموں میں
 مہموم بیٹھے۔ جب جلسہ مطبعتے فرصت ہوئی طاقت صبر رخصت ہوئی
 بول اٹھے بے تکلفانہ حضرت مولانا میرا بھی کچھ سنلین فسانہ یہ دامن
 زن آتش حیران گریبان چاک کن فرقت نصیبان با صحت و یاس
 کرتا ہے التماس کہ جس ہنگام نافر جام بد آغاز نیک انجام سے فلک تفرقہ
 پرداز کج ناز اور زمانہ ناساز جا نگداز نے باغوائے ابلیس لعین عدو
 مبین دوری دوری مہجوری حضوری فیما بین ہمارے اور اُس محبوبہ
 صورت قبول عطا فرمودہ اللہ و رسول کے ڈالی ہے اور سنانِ عجم
 میری ہلاکت کو سنبھالی ہے۔ شیمہ اُسی لائق تحریر اور ذرہ اس سے
 قابلِ تقریر کے نہیں کہوں تو کیا کہوں۔ گھر زندان ہے جین بیا باج
 گر باغ میں جانکلا باغبان باغی نظر آتے۔ گل صورتِ خار آنکھوں میں
 کھٹکتے۔ کیوں نہیں۔

شعر

بے تیری سیرِ حُسنِ خوش آئے کیا سزا | بھول جہے میری نظر و مینِ ناگِ خارا
 مزیدے بر آن قمریانِ علوم کو کو سے سر چراتی ہیں۔ بلبِلانِ فنونِ با
 ہجومِ آوازہ کستی ہیں۔ دیکھئے اس تحریرِ رد کی روش گل سخن گرانِ ش

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لُحْمَدُ اللَّهِ الَّذِي اٰمَنَّا عَلَيْنَا بِفَرْقٍ قَانِ يَفْرُقُ بَيْنَ الْحَرَامِ
وَالْحَلَالِ وَهَزَمَ تَبْعِيْلَهُ جُنْدَ الشَّيْطَانِ الْمُتَشَمِّرِ لِلْاَضْلَالِ
وَالصَّلَوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی مُحَمَّدٍ الْهَادِي عَنِ الضَّلَالِ
وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ بِالْقَامِ وَالْكَامِ

سُبْحَانَ اللَّهِ جل وعلی کیا ہی ہے علم ذات بیچون و چرا بندہ کرے جل
اور معبود کئے چپ رہے انھہ لقول فصل صفت اُسکی محال ہے
زبان اس تقریر سے لال ہے۔ ماشاء اللہ صل علی آپکا محبوب میں کیا
کروں صفت مرغوب کہ جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ نخت
گم گشتہ کو چہ ضلالت راہ پر آئے۔ مطیع توفیق نافع مدارج تحقیق پائے
اور آل و اصحاب رضوان اللہ علیہم کا کیا کہنا ہے۔ گلشن صحبت کا بھی
لطف بہار پایا۔ اُنکے سب فرمان برداروں نے حضرت عاشق سے
ورد و ردِ بصلی علیکم کا ہار پایا۔ اے واصف عاشق و معشوق

بلاریب قدم و صرتا ہے کوئی باغ باغ ہو کر یوں دمساز ہے کہ جواب
 باصواب ہے، کوئی رشتہ خلت سے چٹکی لے رہا ہے۔ کہ طابق الجواب عن
 الکتاب ہے، میں اسی تاک میں تھا کہ ان لوگوں کے کیا کیا رنگ ہیں کیسے کیسے
 ڈھنگ ہیں نقل مشہور ہے کہ بُری ہوتی ہے غرض وہ صاحب پھر کرنے
 لگے عرض کہ حکیم صاحب میرا فریاد رس با ذات عالیشان ہے کہ ہر دم
 ورد زبان ہے لہذا تدری فی فردا وانت خیر الوارثین یا آپ کی
 ذات ستودہ صفات ہے کہ ہیں آپ بھی وارث المرسلین ایسا تصفیہ
 فرمادیں کہ سب خلط ملط سے شفا پاویں۔ میں نے کہا کہ ایسا صاحب کس کو فرصت
 کیسی مہلت۔ رمضان کا زمانہ اور عبادت کا بہانہ اُس پر یہ لیل و نہار کہ
 طبیعت ابنائے روزگار کی بیشتر متوجہ عیب جوئی و ہنر پوشی ہے اسی
 پر ہر نفس کی گرجوشی ہے۔ شعہ

قج کے دیکھنے والے تو بہت ہیں لیکن | اور یان حسن شناسان سخن تصور ہیں

حسن اتفاق سے ایک میرے صاحب اشفاق آشنائے بادقار کہ چٹکی
 دجائی میں تھا سخن بجز اقرار دست بدامان ہوئے اور بڑے اسرار کنان
 فرمانے لگے شعہ یا رہنمیں پر تم کا ہی اللہ رے نام خدا ہو جو ان کچھ
 تو کیا چاہئے۔ میری خاطر سے براہ مہربانی با شیرین زبانی ایسا فیصلہ
 کریں کہ حقیقت کھل جائے اور غچہ سر بستہ دل بستگان باہتر از نسیم کلم

۱۷ یعنی مولوی گلزار علی صاحب لکھنؤ عظیم آبادی ۱۲۷۷ھ یعنی مولوی شہید الحق صاحب
 عظیم آبادی کہ انہوں نے یہ عبارت طابق الجواب عن الکتاب لکھ کر مہر کر کے ہے ۱۷

غنیہ کلام لب خاموش ز گس صاد آنکہ نہیں ملاتی فصل کی سُرخ
دل جلاتی سیاہی سے اسکی اشک آنکھوں میں بھرتا ہے۔ ہر دائرہ
اسکا حلقہ آہن نظر آتا ہے۔ شعر

ز گس فی آنکہ پھیرنی بلبل جدا پھی | چلیے اب اس چمن کو کہ یا نکی ہوا پھیری

اب تو داغ دل مشتعل ہوا عام جنون اور بھی متصل ہوا۔ ناچار بادل
بقرار حاضر خدمت ہوا ہوں اور یہ کہہ کر بیکسا نہ روتا ہوں۔ شعر

نہیں کُتا ہے یہ میدانِ بلا | مدد لے خضر بیا بانِ بلا

میں نے جو انکی صورت پریشان احوال خفقان حالت زار و زار عالم
بقرار پایا۔ تسلی و تشفی کا نسخہ سنایا کہ آپ شراب طہور کہیں کو مونہ سے
لگائیں غم نو کو دل سے بھولائیں نہ گھبرائیں۔ شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود | مرد باید کہ ہر سان نشود

وہ کیا رہے لائے کیسا مادہ ہے دکھائے جب مد نظر آیا نے سر اٹھایا
دیکھا تو رسالہ ہے بڑی بڑے چھوٹے موٹے سب کا ہجوم ہے۔ مواہیر
شہر کا دُصوم ہے۔ صاحب رسالہ نے کہا نام اس رسالہ کا ابطال الرجوع
بالقرآن والا احادیث الصحاح بعد ایقاع التلث فی النکاح ہے
پریشان اسکا قابلِ گاہ ہے۔ حدیث مرفوع صحیح کا نام نہیں۔ آیات
قرآن سے استحکام نہیں۔ کوئی اس رسالہ میں مفرد کو جمع کر رہا ہے کوئی
روایات ضعیفہ کا جمع کر رہا ہے۔ کوئی لٹریٹر کا دم بھرتا ہے۔ کوئی معتقد

بالحدیث ہیں باجہتا دغائیں اپنی احادیث ضعیف متروک العمل
کو لکھ کر اور اسکو محدثین کا مذہب قرار دیکر حجاب دیا ہے۔

اقول آپ نے جو یہ تحریر مندرج فرمائی بہتان عظیم ہے۔ جو لوگ کہ عامل
بالحدیث ہیں ہرگز ہرگز احادیث ضعیفہ متروک العمل کو لکھ کر اپنی طبیعت
سے محدثین کا مذہب قرار دیا ہو حاشا و کلاً حقیقت اسکی ظاہر ہوگی۔
قولہ آپ فرض و لازم ہے کہ اس مسئلہ کو موافق احادیث صحیح لکھ کر مشہر فرمائیے
اقول یہ نصیحت بہت خیر تھی مگر آپ نے نہ سنا۔

قولہ ناچار لکھنا پڑا۔

اقول بہت افسوس ہے کہ آپ نے بنظر تحقیق کچھ نہ دیکھا بھالا بلا غرض و
غور قلم جواب ہاتھ میں اٹھایا۔

قولہ بعد چشم پوشی خطائے لفظی کے مطلب کو بنظر غور ملاحظہ فرما کر فقیر
ٹو ساتھ دعائے خیر کے یاد کریں۔

اقول بہت خوب یہ عذر آپ کا قابل سماعت ہو ورنہ احادیث ضعیفہ
کی جگہ احادیث ضعیف فرمایا ہے خبر لیجاتی ہو کہ اور آپ کو اللہ تعالیٰ
توفیق اور ہدایت دے راہ مستقیم کی واللہ الہادی الی الصراط المستقیم
قولہ بعد تنبیہ کتب صحاح و شروح کے ظاہر ہوا کہ یہ حکم نجیب کا خلاف
مسلم علماء جمہور محدثین کے ہے۔

اقول شکر خدا کا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی مراجعت کی دعوے
بے اصل سے بسبب تنبیہ کتب کے اب آپ نے خواب غفلت سے چونک کر

کھل جائے۔ آپکو صلہ آخرت مرغوب ہے نہ دنیا کی اجرت مطلوب میں نے بھی خیال کیا کہ عہد خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔ یکا یک طبع کو میری اُٹنگ آئی نشہ آخرت کی ترنگ آئی۔ پھر تو سلطان فہم رسا نے شبہ ریز قلم کو میدان بیان میں ایسا جولان کیا کہ صفحہ خلاف کو بات کی بات میں خاک سیاہ کرا و زمرہ محدثین کو بہتان سے پاک کرا قصائے تحقیق کو پہنچا پھر جو حق نے کہا لکھا و انا للہ کا تبسون اور نام مکتوب فیصلۃ العلم لرفع البہتان العظیم رکھا دھوا حکم الحاکمین فانظر وایا معشر المسلمین بعین الاضفاف ولا تنظروا بعین الاعتساف وھوھذا قولہ فقیر نے دیکھ کر کہا کہ یہ فتویٰ غلط و بے اصل ہے۔

آقا زید

اقول آپ کا یہ فرمانا غایت تصور نظر پر آپ کی دلالت کرتا ہے اگر آپ کو حدیث کی طرف التفات نہ تھا تو فقہ ہی کی کتابوں کو معائنہ کرتے اگر آپ کے اسکی بھی فرصت نہ تھی تو اُردو ہی کی کتابوں کی سیر کر لیتے جیسے تہذیب الایمان وغیرہ جب بھی آپ کے مُنہ سے لفظ بے اصل نہیں نکلتا حرارت میں آکر رد نہ کرتے مگر آپ کے تعجیل کی اب آپکو اصل ہونا اس مسئلہ کا اور محدثین محققین کا کیا نہ رہے، اور دلائل کسکے قومی ہین سب معلوم ہو جائیگا قولہ فقیر نے عذر عدیم الفرصتی کا کیا۔

اقول آپ کو یہی لائق تھا کیونکہ یہ مسئلہ من منزلۃ الاقدام ہے بڑے بڑے لوگوں کا پاؤں پھسلا ہے اکثر دن کا فہم بچلا ہے۔ قول بعض بعض عالموں نے جو خود محدث بن بیٹھے ہیں اور اپنے کو عامل

اللہ صلعم سے ثابت ہوا تو یہی مذہب سارے محدثین محققین کا منع اور محقق
 ٹھہرا۔ اسید واسطے جماعت محققین کا مسلک یہی ہے۔ حکایت کی ہے
 شوکانی نے بحر سے کہ ابی موسیٰ محدث اسکے قائل ہیں اور طاؤس و عطاء
 و جابر بن زید ہادی قاسم باقر ناشر احمد بن عیسیٰ عبد اللہ بن موسیٰ بن
 عبد اللہ اور ایک روایت حضرت علی سے ہے اور زید بن علی سے بھی روایت
 ہے اور ایک جماعت نے متاخرین کے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے
 جیسے ابن تیمیہ ابن قیم اور ابن مغیب نے اپنی کتاب مسمیٰ کتاب الوثائق
 میں محمد بن وضاح سے نقل کی ہے کہ ایک جماعت مشلخ قرطبہ اسی پر
 فتویٰ دیتے ہیں جیسے محمد بن یحییٰ و محمد بن عبد السلام وغیرہ اور نقل کی
 ابن منذر نے کہ حضرت ابن عباس کے شاگردوں سے عطاء و طاؤس
 اور عمرو بن دینار ہیں اور یہ بھی ابن مغیب نے بیان کیا ہے کہ یہی مسلک
 ہے علی اور ابن مسعود اور عبد الرحمن بن عوف اور زبیر کا انتہی اور
 بڑے بڑے لوگ اس طرف ہیں اگر بیان کیا جاوے تو ایک کتاب
 اسماء رجال کی ہو جائے یہ امر دیکھنے سے بڑی بڑی کتابوں کے معلوم
 ہوتا ہے کوئی نہ دیکھے اور متعصب نہ کر دو کہے تو سوائے دعائے توفیق
 کے میں کیا کہوں اور اگر تنگ آکر یہ مطلب اپنا فرماؤں کہ بیشک تمہارا
 ٹھہنا بجا ہے کہ کل محدثین کا مذہب یہ نہیں مگر میری غرض یہ ہے کہ ایک
 جماعت محدثین کا مذہب یہ ہے جیسا آپ نے بعد اس قول کے اضطراب
 کر کے قضیہ مہمل فرمایا ہے وہ یہ ہے صورت مسئلہ میں نزدیک

یہ دعویٰ کیا کہ یہ حکم خلاف مسلک علمائے جمہور محدثین کے ہے۔ علمائے جمہور محدثین میں نزاع فی الترتیب کرنی خلاف قبول عند سب سے شاید مطلب آپ کا یہ ہے کہ قول مجیب اول یعنی نزدیک محدثین کے یہ طلاق ثلاثہ حکم طلاق واحد کا رکعتا ہے خلاف سب کُل علمائے محدثین کے کیونکہ جمہور کے معنی ہمہ یعنی کُل کے ہیں اور کُل سور کلیہ ہے تو یہ دعویٰ بھی خواہ اپنے من عند نفس کیا ہو یا یہ تقلید کسی شخص کے محض غلط ہے کیونکہ حکم طلاق ثلاثہ فی مجلس واحد کا واحد رجعی ہونا زمانہ رسول اللہ صلعم سے تا دو برس زمانہ خلافت حضرت عمرؓ تو متفق علیہ ہی رہا تب سب کے سب صحابہ کا یہی مذہب و مسلک ہی ٹھہرا حضرت عمرؓ نے بھی کوئی ریت خلاف کی اسکے رسول اللہ صلعم سے نہیں کی فقط اپنی رائے یہ بیان کی کہ جس امر میں لوگوں کے لئے تاخیر تھی سمین انہوں نے جلدی کی اگر ہم اُسکو اپنے جاری کریں تو بہت بہتر ہو گا۔ اب سمجھنے کی بات ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ صاف اسی کو اضمینا سے اشارہ فرماتے ہیں کہ یہ تین طلاق تعجیلی اللہ و رسول نے اون قائلین پر جاری نہیں لیا ہے اور نہ منے اب تک جاری کیا ہے اگر ہم جاری کریں تو بہتر ہے۔ تو یہ رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹھہری نہ کتاب اللہ و سنت کہ اللہ صلعم کی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے کو کیوں دخل دیا بعض تابعیوں نے آپ کی کیون تعجیت کی انکشاف اسکا آگے اور جب تین طلاق تعجیلی کا واحد رجعی ہونا کتاب اللہ و سنت رسول

آغاز بحث فی المسئلہ

اللہ صلعم سے ثابت ہوا تو یہی مذہب سارے محدثین کا منفع اور محقق
 ٹھہرا۔ اسید واسطے جماعت محققین کا مسلک یہی ہے۔ حکایت کی ہے
 شوکانی نے بحر سے کہ ابی موسیٰ محدث اسکے قائل ہیں اور طاووس و عطا
 و جابر بن زید ہادی قاسم باقر ناصر احمد بن عیسیٰ عبد اللہ بن موسیٰ بن
 عبد اللہ اور ایک روایت حضرت علی سے ہے اور زید بن علی سے بھی روایت
 ہے اور ایک جماعت نے متاخرین کے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے
 جیسے ابن تیمیہ ابن قیم اور ابن مغیب نے اپنی کتاب سہمی کتاب ابو ثائق
 میں محمد بن وضاح سے نقل کی ہے کہ ایک جماعت مشلح قرطبہ اسی پر
 فتویٰ دیتے ہیں جیسے محمد بن یحییٰ و محمد بن عبد السلام وغیرہ اور نقل کی
 ابن منذر نے کہ حضرت ابن عباس کے شاگردوں سے عطا اور طاووس
 اور عمرو بن دینار ہیں اور یہ بھی ابن مغیب نے بیان کیا ہے کہ یہی مسلک
 ہے علی اور ابن مسعود اور عبد الرحمن بن عوف اور زبیر کا انتہی اور
 بڑے بڑے لوگ اس طرف ہیں اگر بیان کیا جاوے تو ایک کتاب
 اسماء رجال کی ہو جائے یہ امر دیکھنے سے بڑی بڑی کتابوں کے معلوم
 ہوتا ہے کوئی نہ دیکھے اور متعصب نہ کر دو کہے تو سوائے دعائے توفیق
 کے میں کیا کہوں اور اگر تنگ آکر یہ مطلب اپنا فرما بیے کہ بیشک تمہارا
 گناہا مجاہد ہے کہ کل محدثین کا مذہب یہ نہیں مگر میری غرض یہ ہے کہ ایک
 جماعت محدثین کا مذہب یہ ہے جیسا آپ نے بعد اس قول کے اضر آ
 کر کے قضیہ مہمل فرمایا ہے وہ یہ ہے صورت مسئلہ میں نزدیک

یہ دعویٰ کیا کہ یہ حکم خلاف مسلک علمائے جمہور محدثین کے ہے۔ علمائے
جمہور محدثین میں نزاع فی الترتیب کرنی خلاف قبولِ عذر ہے شاید
مطلب آپ کا یہ ہے کہ قول مجیب اول یعنی نزدیک محدثین کے یہ طلاق
ثلثہ حکم طلاق واحد کا رکھتا ہے خلاف ہے کل علمائے محدثین کے کیونکہ جمہور
کے معنی ہمہ یعنی کل کے ہیں اور کل سور کلمہ ہے تو یہ دعویٰ بھی خواہ
آپ نے من عند نفس کیا ہو یا یہ تقلید کسی شخص کے محض غلط ہے کیونکہ حکم
طلاق ثلثہ فی مجلس واحد کا واحد رجعی ہونا زمانہ رسول اللہ صلعم سے
تا دو برس زمانہ خلافت حضرت عمرؓ تو متفق علیہ ہی رہا تب سب کے سب
صحابہ کا یہی مذہب و مسلک یہی ٹھہرا حضرت عمرؓ نے بھی کوئی رت و
خلاف کی اس کے رسول اللہ صلعم سے نہیں کی فقط اپنی رائے یہ بیان کی
کہ جس امر میں لوگوں کے لئے تاخیر تھی اس میں انہوں نے جلدی کی اگر
ہم اس کو اپنی جاری کریں تو بہت بہتر ہوگا۔ اب سمجھنے کی بات ہے کہ
خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ صاف اسی کو اضمینا سے اشارہ فرماتے
ہیں کہ یہ تین طلاق تعجیلی اللہ و رسول نے اون قائلین پر جاری نہیں
کیا ہے اور نہ ہنہ ابتک جاری کیا ہے اگر ہم جاری کریں تو بہتر رہے
تو یہ رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹھہری نہ کتاب اللہ و سنت رسول
اللہ صلعم کی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے کو کیوں دخل دیا اور
بعض تابعیوں نے آپ کی کیوں تبعیت کی انکشاف اس کا آگے ہوگا
اور جب تین طلاق تعجیلی کا واحد رجعی ہونا کتاب اللہ و سنت رسول

آغاز بحث فی المسئلہ

کرو۔ اب آپ توجہ فرمائیں اور انصاف کے کانوں سے سنیں کہ واقعہ اور نفس الامر میں باعتبار حجت قول حمید و قوی مجیب اقل ہی کا ہے اور جماعت عظیمہ کی رائے سست ضعیف یعنی تین طلاق فی مجلس واحد کا واحد رجعی ہونا احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے ثابت ہے۔
 اوّل حدیث صحیح مسلم کی بروایت ابن طاؤس عن ابیہ ہے۔

احادیث

عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی بکرو سنتین من خلافة عمر طلاق الثلث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فی امرکانت لہم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیہم فامضاہ علیہم اور دوسری روایت ابراہیم بن میسرہ عن طاؤس سے ہے۔
 عن ابراہیم بن میسرہ عن طاؤس ان ابا الصہبہا قال لا بن عباس ہات من ہناک الم یکن الطلاق الثلث علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی بکرو واحدة فقال قد کان د

فلما کان فی عہد عمر تابع الناس فی الطلاق فاجازہ علیہم یہ دونوں روایتیں مرفوعہ متصلہ صحیح ہر طرح سے ہیں کل مسلمانوں کا اسکی صحت پر اتفاق ہے ان روایتوں میں سے پارہ اوّل کا خلاصہ مطلب اتنا ہوا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طلاق زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں اور دوسری تک حضرت عمرؓ کی خلافت میں تین طلاق ایک ہی تھی اس کی بات

علمائے محدثین کے تین طلاق مغلطہ واقع ہوگی الی آخرہ کیونکہ لفظ
 جہور کا فروگداشت کیا تو اب درمیان قول مجیب اول اور آپ کے
 تعارض نہ رہا۔ قول مجیب اول یہ ہے کہ نزدیک محدثین کے یہ طلاق
 ثلثہ حکم طلاق واحد کا رکھتی ہے تو یہ قول بھی حکم جزئیہ میں ہے اور آپ کا
 قضیہ مہملہ بھی حکم جزئیہ میں تو یہ معارض اور نقیض مجیب اول نہ ہوا۔
 تو پھر آپ کیوں اتنی پریشانی واسطے تردید کے اٹھائی۔ اگر آپ یہ
 فرمائیں کہ میں حق جانوں گا کثرت جماعت کو یا نہیں جماعت کا ہاتھ
 پکڑ کر راہ چلوں گا مجھ کو دلائل سے کام نہیں میرا تو عمل سواد اعظم پر ہے تو
 اے برادر ایمانی راحت جانی پھر اس معرکہ احادیث مشککہ میں کیوں
 قدم رکھا۔ ایسے دنگل میں بے حجاب کیوں تریختہ لائے درپردہ حقیقت
 کا دعویٰ فرماتے کہ میری مذہب میں حق یہی ہے اور جب آپ نے چھیڑ چھا
 دلائل کا فرمایا تو اب حقیقت دلائل کو دیکھئے کثرت پر اعتماد نہ فرمائیے
 ما انا علیہ واصحابی پر عمل کیجئے ورنہ بہتر فرقتے ابھی آپ کے ہمزبان
 ہو جائیں گے اور اپنی ناجیت کو دعوئے کفران اب اگر آپ انصاف یہ کہ
 باندہ کریہ پوچھیں کہ ان لیا کہ بیشک بعض محدثین کے نزدیک طلاق ثلثہ
 فی مجلس واحد طلاق واحد رجعی ہے اور بعضوں کے نزدیک طلاق ثلثہ
 فی عہدہ طلاق ثلثہ جاری ہوتی ہے۔ ان دونوں قولوں نے کس قول پر حجت تو یہ
 اور کونسا قول قول محقق ہے اور کونسا قول موافق کتاب و سنت
 اور کون ضعیف لایعبار ہے اور جاری ہونیکے کیا معنی ہیں بیا

طلاق مغلطہ دینے میں قریب چھ مہینے کے گزرتا تھا اب اُس میں اُنہوں نے
 جلدی کی یعنی تین طلاق فی مجلس و احد اپنی طرف سے دینے لگے اگر ہم
 اُس کو اُن پر جاری کریں جیسا اُنہوں نے اپنی طرف سے ایفاء طلاق ثلاثہ فی مجلس
 و احد نکالا ہے کراسکی تعلیم اللہ و رسول سے نہیں بلکہ اسکے خلاف کی
 تعلیم ہوئی ہے ویسے ہی ہم اپنی طرف سے اُن پر تین طلاقیں شمار کر دیں
 تو بہتر ہوگا کیا معنی یعنی اُنہوں نے غصہ و تہمہ میں آکر مخالفت خدا
 و رسول کے کی اور نعمت مہلت کو قبول نہ کیا اور اسکی جزا بھی ہم اُن کے
 لئے ایسی دیوں کہ وہ سخت دشوار ہو اور مفارقت سے بی بی کی کیا
 تعزیر زیادہ سخت مناسب اسکے ہوتے تو آپ نے اس تین کہنے کے
 بدلے تفریق ہی کو تعزیر اُن پر مقرر کر دیا بدین قیاس کہ جب اللہ تعالیٰ
 نے عقوبت اپنے بندوں کی بسبب اختیار کرنے تین طلاق فی عدۃ
 متعددہ کے جو ابغض مباحات سے ہے حرمت بی بی کی مقرر فرمائی
 تو تین عقوبت اُن لوگوں کی جو طلاق دینے میں تجاوز عن حدود اللہ
 کرتے ہیں تفریق اُنکی بی بی کی مقرر کرتا ہوں تو یہاں پر تعزیر بالمرائے
 حضرت عمرؓ نے مقرر فرمائی ہے کہ قائلین اس عصیان سے بسبب عفت
 تفریق کے پچھیں اور طلاق ثلاثہ فی عدۃ واحدہ ندین نہ مخالفت کی ہو
 اللہ و رسول کی کہ حضرت نے طلاق ثلاثہ کو واحد رجعی فرمایا ہے اور حضرت
 عمرؓ نے اُسی طلاق کو مغلطہ کہا ہے نعوذ باللہ من هذا الفہم
 بلکہ طلاق ثلاثہ فی مجلس احد کا حکم واحد رجعی ہونا اور طلاق ثلاثہ فی عدۃ

نکلی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ رحلت فرمانے تک آپ کے یہی رہا
 کہ تین طلاق فی مجلس واحد طلاق واحد رجعی ہے اور اس فتویٰ سے
 یہ بات نکلی کہ آپ اس تین طلاق تعجیلی فی مجلس واحد کو مثل اُن تین
 طلاق کے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ فرمایا ہے لَا تَحِلُّ لَهُ
 مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَتَكَلَّمَ سَوا جَافِدَةٍ نہیں سمجھتے تھے ورنہ تین طلاق تعجیلی
 پر حکم واحد رجعی کا نہیں فرماتے حکم مغلط کا دیتے اب اس آیت کے معنی
 فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ الْخَصَافَاتُ صَافَاتُ او پر رائے اہل انصاف
 کے موافق سمجھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی ہوئی کہ اگر کسی نے
 تین طلاقیں متعدد عدتوں میں دین تو وہ مغلط ہوگی اور عورت
 مطلقہ بطلاق مذکورہ بلا حلالہ جائز نہیں اب بقرآن حدیث و قرآن
 یہ بات مثل آفتاب و ماہ تاب روشن ہو گئی کہ تین طلاقیں فی مجلس
 کا حکم واحد رجعی ہے اگرچہ شمار میں تین ہوں اور مجموعہ ایک ایک
 طلاق فی عدۃ متعددہ کا حکم مغلط کا ہے اگرچہ شمار میں فی عدۃ واحدہ
 ایک ہو پس درمیان طلاق ثلثہ فی العدۃ اور طلاق مغلطہ کے اعم و
 اخص مطلق کی نسبت ہے جہاں طلاق مغلطہ ہوگی وہاں طلاق ثلثہ
 فی العدۃ بھی ہوگی اور جہاں طلاق ثلثہ فی العدۃ ہوگی وہاں مغلطہ ہونا
 لازم نہیں اور مطلب پارہ ثانی موقوف کا یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ فرمایا کہ جس امر میں لوگوں کے لئے تاخیر تھی یعنی اللہ و رسول سے
 واسطے اُن کے تین عدۃ مقرر تھی جیسا لفظ لہم دلالت کرتا ہے تو زمانہ

کی اس نظر سے کہ آپ کے وقت میں وہ اسباب نئے ہو گئے تھے جو رسول اللہ صلعم کے عہد میں تھے۔ ایک اجتہاد آپ کا یہ ہوا کہ جب شراب خواری بکثرت ہوئی تو آپ نے اتنی دُورے مقرر کئے منجملہ اجتہادات کے یہ بھی ہوا کہ جب لوگوں کو طلاق تعجیلی یہیم دیتے دیکھا تو معلوم کیا کہ بلا سزا اس حرام کے کہنے سے باز نہ آویں گے تو آپ نے مارپیٹ شروع کی جیسا کہ حدیث سعید ابن منصور سے معلوم ہوتا ہے۔

(ان عمر کان اذا اتی برجل طلق ثلاثا و جمع ظہرا)

جب باوجود اسکے بھی کثرت پائی تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اب کسکو کسکو ماروں اس سے بھی سخت سزا مقرر کرنی چاہئے تا لوگ اس کہنے سے باز آئیں اسلئے آپ نے اُن پر تین طلاق کو لازم کر دیا کہ اگر کوئی شخص تین طلاق تعجیلی دے گا تو وہ نتیجہ تین طلاق کا پائے گا۔ اب اس مقام پر ایک امر اور سمجھنا چاہئے کہ طلاق ثلاثہ تعجیلی کا حکم واحد رجعی ہونا طرح اول سے ہے یہ قابل تغیر و تبدل نہیں اور بعد طلاق تعجیلی کے حکم تفریق کا دنیا یہ طرح ثانی سے ہے۔ یہاں پر ایک نکتہ قابل بیان ہے کہ طلاق تاخیری فی نفسہ موجب تفریق ہے طلاق تعجیلی فی نفسہ موجب تفریق نہیں بلکہ باعتبار حکم عمرہ موجب تفریق ہے تو اب دونوں امروں میں یعنی طلاق تعجیلی فی نفسہ کا مجوز رجعت ہونا و باعتبار حکم عمرہ موجب تفریق معارضہ نہ رہا۔ اب کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ طلاق تعجیلی حکم میں واحد رجعی کے ہے اسکے معارضہ میں وہ فتویٰ صحابہ تابعین کا

متعددہ کا مغلظہ اور حرام قطعی ہونا زمانہ رسول اللہ صلعم اور زمانہ صحابہ سے آج تک ہے، اور تاقیامت بھیگا مخالفت اُسکی مخالفت اللہ و رسول کی جہان اگر کوئی با بتلع عمرہ بعد طلاق ثلاثہ تعجیلی کے تفریق کا فتویٰ دے تو جائز ہے اگرچہ قائل طلاق کو مراجعت بھی جائز ہے اور اس مسئلہ طلاق تعجیلی میں یہ عقیدہ رکھنا کہ تفریق فرض ہے مراجعت جائز نہیں بدعت ہے بسبب مخالفت کتاب و سنت کے۔ یہاں ایک بات اور سمجھنے کی ہے جو سو فہم سے بچا دے وہ یہ ہے کہ حکامات و دوطح پر ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ تغیر زمانہ اور تبدل اجتہادات سے نہ بدلے خصوصاً بعد زمانہ رسول اللہ صلعم کے جو حالت اُسکی ہے ہمیشہ اُسی حالت پر رہے جیسے واجبات کا وجوب اور محرمات کی حرمت اور حد و معینہ اللہ و رسول کی اور دوسرے وہ کہ تغیر زمانہ و تبدل اجتہادات سے باقتضائے مصلح بدل جاتے ہیں اور صاحب سیاست کو اختیار ہو تبدل و تغیر کا جیسے مقدار سزا دینے کا عصیان کی کہ شارع یعنی رسول اللہ صلعم نے مصلحت کو موافق انکو طح طرح پر کیا ہے مثلاً شراب کو پہلے مرتبہ چھڑی سے جوتی سے مارنا چوتھے مرتبہ میں مار ڈالنے کی سزا دینی اور زکوٰۃ نہ دینے والے کا آدھا مال لے لینا ویسا ہی آپ کے صحابہ نے آپ کے بعد سزائیں تقسیم کی دی ہیں مثلاً حضرت عمر رض مجرم کا سرنٹا داتے اور شہر بدر کرتے اور مارتے اور سزاؤں کے باب میں انکے بہت سے اجتہادات تھے جسپر صحابہ نے آپکی موافقت

وہ اسکا قائل ہے کہ وہ طلاق تھی مگر اب منسوخ ہوئی بعد اسکے کہا ہے
 کہ یہ غلطی فاحش ہے کیونکہ حضرت عمرؓ اگر نسخ فرماتے تو سارے صحابہ انکا
 گرتے اور اگر نسخ زمانہ حضرت میں ہوا ہے تو ساتھ بقائے حکم کے
 راوی خلافت ابی بکر و بعض خلافت عمر میں کیوں خبر دیتا اور اگر یہ
 کہئے کہ اجماع اوپر نسخ کے ہے تو اجماع بغیر اجماع اوپرناسخ کے ہو
 نہیں سکتا اور اگر یہ کہئے کہ من عند نفسه نسخ لیا ہے تو معاذ اللہ یہ
 اجماع اوپر خطا کے لازم آوے گا اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ محفوظین
 اس سے پس اگر کہا جائے کہ نسخ ظاہر ہوا ہے زمانہ عمرؓ میں یہ بھی غلط
 ہے کیونکہ لازم آجائیگا اجماع کروہ خطا پر زمانہ ابو بکر میں قال لماذا
 وقد زعم من لا خبرة له بالحقائق ان ذلك كان ثم نسخ قال وهذا
 غلط فاحش لان عمر رضى الله عنه لم ينسخ ولو نسخ وحاشا له لبادت
 الصحابة الى التكرار وان اراد هذا القائل ان ينسخ في زمن النبي صلى
 الله عليه وسلم فذلك غير ممتنع ولكن يخرج عن ظاهر الحديث
 لانه لو كان كذلك لم يخرج للراوى ان يخبر ببقاء الحكم في خلافة
 ابى بکر وبعض خلافة عمرؓ فانه قيل فقد يجتمع الصحابة على
 النسخ فيقبل ذلك منهم قلنا انما يقبل ذلك لانه يستدل باجماعهم
 على ناسخه واما انهم ينسخون من تلقاء نفسهم فمعاذ الله لانه
 اجماع على الخطاء وهم معصومون من ذلك فان قيل فلعل النسخ
 انما ظهر لهم في زمن عمر قلنا هذا غلط ايضا لانه يكون

پیش کرنا کہ جبین بعد طلاق تجیلی کے حکم تفریق کا فرمایا ہے سو فہم پر
دلالت کرتا ہے خصوصاً وہ قصہ پیش کرنا کہ جتنے ضعف کو بہت سی آئمہ
حدیث نے بیان کیا ہے لغو ہے ان مفاہم کے نہ خیال کرنے کی بڑی
لوگوں سے بڑی بڑی غلطیاں واقع ہوئیں ہیں جیسے حضرت ابو داؤد
کہ کیسا بڑا محدث صاحب اجتہاد ہے مگر جب انھوں نے یہ دیکھا کہ حضرت
ابن عباس کا ایک فتویٰ بسند صحیح علی شرط البخاری یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ
طلاق واحد ہے قال ابو داؤد وراوی حماد بن زید عن ایوب
عن حکمۃ عن ابن عباس اذا قال انت طالق ثلاثا فم واحد فی واحدۃ
— اور بھی روایت عبد الرزاق عن معمر سے یہ بات معلوم
ہوئی کہ فتویٰ حضرت ابن عباس کا یہ ہے کہ نہیں حلال ہے قائل ثلاثہ
پر عورت چنانچہ حدیث عبد الرزاق قابل حجت نہیں ہے کیونکہ حضرت
طاؤس نے جو بڑے ماہر ہیں حضرت ابن عباس کے احوال سے وہ
مسجد میں ہاتھ اٹھا کر قسم کھا کر انکا ر فرماتے ہیں کہ ہرگز ابن عباس کا
یہ فتویٰ نہیں حدیث میں آیا ہے ان طاؤس فریاد یہ تعجبا عن
ذک و قال واللہ ما کان ابن عباس لجعلها الا واحدۃ
معہذا ان دونوں کو تعارض سمجھ کر گھبرا کر ایسا حرف بے قطع قلم سے تحریر
فرمایا کہ جتنے ماہران فن ہیں ان سبھوں نے اپنے ناخن گیر تردید سے
اُسکو چھیل ڈالا یعنی نسخ مراجعت کو قائل ہو گئے حالانکہ یہ بڑی غلطی
ہے جیسا کہ مازری فرماتے ہیں کہ جسکو حقیقت سے آگاہی نہیں ہے

ابن الصہبائے کے یہ بھی حدیث مجیب اول کے لئے حجت قویہ ہے تیسری
 حجت مجیب اول کی حدیث موقوف حماد بن زید ہے کہ وہ بہت صحیح
 علی شرط البخاری ہے راوی حماد بن زید عن ایوب عن عکرمۃ
 عن عباس اذا قال انت طالق ثلاثا بضم واحد ففی واحدة
 یعنی فتویٰ حضرت ابن عباس کا جو بموجب حدیث کے ہے کہ طلاق
 ثلاثہ فی مجلس اہد ایک ہی ہوتی ہے اور ائمہ حدیث نے اس حدیث
 کو کہا ہے کہ صحت و در بزرگی کی راہ سے بس ہے وحسبک بهذا السنۃ
 صحیح و جلالہ آورد و سرائفتویٰ ابن عباس کا جو طلاق مینے والوں کی طلاق
 قائم رکھنی اور سزا دینے کے لئے بموافقت حضرت عمرؓ ہے وہ اسکا
 معارض نہیں جیسا کہ معلوم ہوا اگر معارض بھی ہوتی تو اختیار کیجاتی رتوت
 ہے ابن عباس کی نہ رائے اسواسطے کہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے
 کہ ان روایتہ معصومۃ و دائرہ غیر معصوم قولہ استدلال
 مجیب کا ساتھ ان حدیثوں کے مفید مدعا کو نہیں ہے اقول تعجب ہے
 کہ آپ نے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ مدعاے مجیب ہے کہ طلاق ثلاثہ
 فی مجلس احد طلاق رجعی ہے اسکی تصریح چارون روایتوں میں موجود
 ہے پھر کیا معنی کہ مفید مدعا نہیں ہے قولہ اسواسطے کہ یہ حدیثیں بسبب
 ضعف روایات اور تعارض حدیثین ثقات کے خود مخدوش ہیں اقول
 اگر آپ پہلے سے دیکھے بھالے ہوتے تو ایسا لفظ اُن احادیث کوئی غلط
 میں کہ جبکو ائمہ حدیث متعلق بالقبول کرتے آئے ہیں نغماتے جیسا کہ

قد حصل الإجماع على الخطأ في من ابى بكون المحققون من
 الأصوليين لا يشترطون انقضاء العصر في صحة الإجماع والله اعلم
 پس اس بیان سے میرے معلوم ہوا کہ طلاق ثلاثہ فی عدۃ واحدۃ واحد
 رجعی ہے اور منسوخ نہیں ہے اور دعویٰ مجیب ثانی کا کہ طلاق ثلاثہ فی
 عدۃ واحدۃ ہے یہی طلاق منغلط واقع ہوگی محض غلط و بلادلیل ہے
 کسی حدیث صحیح میں کسی صحابہ یا تابعین سے تصریح اسکی نہیں کہ حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طلاق ثلاثہ فی عدۃ واحدۃ منغلط ہے
 رجعی نہیں ہے تصریح ہو تو بیان کرو بخلاف دعویٰ مجیب اول کے
 کہ بالتقریح حدیث اخیر میں موجود ہے دیکھو حدیث صحیح مرفوع متصل
 سند امام احمد میں کہ داؤد ابن حصین سے مروی ہے کہ رکانہ بن عبد بنیر
 نے اپنی بی بی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں اور طلاق دینے والوں میں
 یہ شخص سبک بچھلا تھا اُس نے اُس عورت پر نہایت غم کیا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کہ تو نے اُسکو کیسے طلاق دی ہے اُس نے عرض کیا
 کہ میں نے تین طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک مجلس میں اُس نے عرض
 کیا کہ ان آپ نے فرمایا کہ وہ طلاق ایک ہی ہوئی تو اُس عورت سے
 چاہے مراجعت کرے مگر نہ کہتے ہیں کہ اُس نے مراجعت کرنی اور یہ بھی
 اُنکا قول ہے کہ حضرت ابن عباس کی رائے یہ تھی کہ ہر طہر پر طلاق
 ہونی چاہئے اور روایت کیا اسکو حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الوہاب
 مقدسی نے اپنی مختارہ میں۔ یہ حدیث موافق ہے طاؤس اور

ابن ابی شیبہ و دارقطنی فی حدیث ابن عمر المتعدد
قلت یا رسول اللہ ورایت لو طلقها ثلثا قال اذن قد عصیت
ربک و بانث منک اذاتک و فی سنن ابی داؤد عن مجاہد
ایسی ہی چند حدیثیں موقوف بیان کی ہیں جنکو صلاحیت ہی معاصرہ

کے شیعہ ہیں۔ **پہلی روایت** **عبدالرحمن بن عباد** **ابن**

صامت بیان کی ہے اس بیان سے سکوت ہی بہتر تھا۔ اب نیچے پہلی
حدیث کا حال کہ وہ حدیث حسن کی ہے اسناد میں اسکی عطا خراسانی
ہیں انکو سعید ابن سید نے کاذب کہا ہے و کذا بہ سعید ابن سید
وضع غیر واحد اور بخاری نے فرمایا ہے کہ عطا خراسانی راویوں
مالک کی قابل ترک ہے قال البخاری لیس فہم مروی عنہ مالک من یستحق
للتکرار غیرہ اور شعبہ نے فرمایا ہے انکو نبیان تھا اور ابن
حیان نے فرمایا ہے کہ کثیر الوہم تھے حافظ خراب تھا۔ حدیثوں میں خطا کرتے
تھے اور اس خطا پر اپنی واقف نہیں ہوتے تھے تو چونکہ انکی روایت
میں ایسی خطائیں واقع ہونے لگیں تو انکی حدیث قابل حجت نہیں۔
قال ابن حبان من خیارد عباد اللہ غیر انہ کان کثیر الوہم سعی الحفظ
یحیطی ولا یدری فلما کثر ذلک فی روایتہ بطل لا حجت لہ بہ
اور بھی طلقہا ثلثا الخ یہ زیادت عطا خراسانی کی ہے اور مخالفت
کی ہے اسکی حفاظ حدیث نے باوجود مشارکت اصل حدیث میں اور
بھی اسناد میں اسکی شعیب ابن زریق شامی ہیں وہ ضعیف ہیں

اب آپ کے اوپر منکشف ہوا اور سوجائیگا کہ ان چاروں روایتوں میں سے کوئی روایت ضعیف نہیں ہے اور ان روایتوں کی کوئی روایت بنفس الامر میں معارض نہیں ہے۔ قولہ قول یہ کہ مطلب دو حدیث پہلی کا شارحین صحاح نے یہ لکھا ہے کہ زمانہ اول میں تین طلاق تاکیداً تھی رفتہ رفتہ لحاظ تاکید کا نہ رہا اور تجدید اور استیناف شروع ہو گئی۔

اقول جب آپ کے منتصرین ان حدیثوں کے مقابلہ میں کوئی حدیث مرفوع متصل نہ لاسکے تب تاویل حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اسکی بھی خبر لی جاتی ہے سنیئے کہ یہ مطلب اس حدیث کا بیان کرنا محض غلط ہے اور یہ تاویل محض پوچ و لچر ہیں اس تاویل کا بھدہ پن بیان کیئے دیتا ہوں ذرا کان لگا کر سنیں اور تعصب کو دل سے نکال کر سمجھیں غصہ نفرمائیں آپ پر کچھ الزام نہیں آپ نے تو یہ بھی نہیں جانا کہ اصل ماقول اسکا کون ہے آپ نے تو اس تاویل میں تقلید کی نووی اور قسطلانی کی مگر افسوس ہے نووی شافعی اور قسطلانی شافعی پر کہ ان حضرات نے بھی بسبب محبت و انتصار مذہب اپنے کے اپنی آنکھیں بند کر کے اس تاویل کی تقلید کرنی اور بڑی حسرت ہو چکو صاحب فتح القدیر حنفی پر کہ اس مسئلہ میں انکو بھی فتح نصب نہ ہوئی۔ کوئی حدیث مرفوع متصل صحیح نہ لاسکے اس حدیث کے مقابلہ میں لائے بھی دلیل تو ایسی حدیث ضعیف سے ضعیف کہ دل سننے کو نہیں چاہتا احوال ضعف دیکھ کر دیکھے فتح القدیر میں فرماتے ہیں ومن الامم لثقی ذلک ما فی مصنف

فی امرکانت لہم فیہ اناۃ فلو امضینا ۛ علیہم فامضا ۛ علیہم
 تاویل ابن سیرج کی یہ ہے اذا قال لرجل انت طالق انت طالق انت
 طالق فانہ یلزمہ واحداۃ اذا قصد التوکید وثلث اذا قصد
 التکریر لا یقاع فکان الناس علی عہد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم وابی بکر علی صدقہم وسلامتہم وکانوا یصدقون
 فی ارادۃ التوکید فلما راعی عمر فی زمانہ امور اظهرت واحوالا
 تغیرت وفشاء ایقاع الثلث جملة بلفظ لا یحتمل التاویل لزمہم الثلث
 فی صورتہ التکریر اذا صار الغالب علیہم قصد ہاھلکنا فی نیل الایہ وطارا
 ترجمہ کوئی شخص کہے انت طالق - انت طالق - انت طالق پس طلاق
 اثلثہ ایک ہوگی جب قصد کرے وہ شخص تاکید کا اور تین طلاق واقع
 ہوگی جب قصد کرے ایقاع کمر کا پس تھے لوگ عہد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم میں سچے اور تھے وہ لوگ کہ تصدیق کیے جاتے تھے
 اپنے ارادۃ تاکید میں جب زمانہ حضرت عمرؓ کا پہنچا تو امور اور احوال
 متغیر ہو گئے اور طلاق ثلثہ اٹھے دینے لگے ساتھ اسی لفظ کے کہ جو
 محتمل تاکید اور تاویل کو نہیں ہے تب حضرت عمرؓ نے طلاق ثلثہ
 محتمل تاکید کو بھی بلا تصدیق اُن لوگوں کے کہ جو آپ کے زمانہ میں تین
 طلاق کمر محتمل تاکید بیچ مجلس احد کے دیتے تھے تین ہی طلاق
 لازم کر دیں اگرچہ انکی نیت تاکید ہو یا نہیں اسوا سٹے کہ حضرت عمرؓ
 کے نزدیک یہ بات ٹھن گئی تھی کہ ان لوگوں کا قصد تکریر ہی ہے

ہکذا قال الشوکانی دوسری دلیل اگرچہ موقوف ہو اگر اسکی حالت
 بھی تباہ ہے بخاری نے فرمایا ہے اسناد میں اسکی زیر ابن سعید شمی
 ہیں وقد ضعف غیر واحد اور بعضوں نے کہا ہے انھد متروک
 اور بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ اسکے راوی مجہول ہیں اور مرفوع
 چھوڑ کر موقوف کی طرف کیا التفات کریں دیکھو حدیث عبادہ ابن
 صامت کی بھی حدیث ضعیف ہے قابل حجت نہیں دیکھو دارقطنی
 نکال کر کے کہ بعد بیان کرنے حدیث عبادہ بن صامت کے کہتے ہیں۔
 رواۃ مجہولون وضعفاء جب ان ویلون سے کچھ بات نہ بنی تو
 ان حضرات نے بھی اس تاویل کی تقلید کر لی اور اس میں جو سقم ہے
 ان سمجھوں نے نہ معائنہ کیا سچ ہے الحبیبی ویصم والحق لھا
 عن الضلال وهو الکبیر المتعال اب سنو حقیقت اس تاویل کی کہ پہلا
 بیان کرنے والا اس تاویل کا ابن سرج ہے تین حدیث یہ ہے ان
 ابا الصہباء قال لا بن عباس انما کانت الثلث تجعل
 واحداۃ علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وثلثا من
 امراءۃ عمر فقال ابن عباس نعم وفی حدیث آخوان ابا الصہباء
 قال لا بن عباس ہات من ہناتک المرئین الطلاق الثلث علی
 عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر واحداۃ فقال ایہ کا
 ذلک فلما کان فی عمر تتابع الناس فی الطلاق فاجارۃ علیہم
 وفی رواۃ آخر فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا

کے ہوتی تھی اور زمانہ حضرت عمرؓ میں جب تجدید شائع ہوئی تب آپؐ اپنے حکم مغلط کا دیا ہر معنی اپنے لفظ سے مدلول ہوتا ہے نہ یہ کہ المعنى فی بطن الشاعر هل هذا الاقتصار انصاف کرنے کی بات ہے علاوہ اسکے اگر آپؐ یہ کہتے کہ یہ بات مقرر ہے کہ طلاق ثلثہ فی مجلس واحد قوت تکریر کے طلاق مغلط ہوتی ہے یہ قرینہ ہے اس معنی کے نکالنے کا تو ظاہر ہے کہ یہی مرتبہ حیات حدیث فاسد ہے میرے نزدیک اور ہمسے آپؐ کے متنازع فیہ تو بنائے فاسد علی الفاسد ہوئی اور مصادرہ علی المطلوب لازم آیا علاوہ اسکے جب طلاق ثلثہ متفرقہ فی عدۃ واحده محتمل التاکید والتکریر ہوئی تو خلاصہ تقریر کا آپؐ یہ ہوا کہ زمانہ رسول اللہ صلعم میں قائل اس لفظ محتمل کا مصدق کیا جاتا تھا اپنے دعوے میں اور حضرت عمرؓ کے وقت میں قائل مصدق نہیں کیا جاتا تھا اپنے دعوے میں اگر یہاں یہ کہتے کہ حضرت عمرؓ اس لفظ کو محتمل التاکید نہیں سمجھتے تھے تو نہایت قول باطل ہے کہ آپؐ بھی اہل عرب کے تھے رسول اللہ صلعم و دیگر صحابہ تو محتمل التاکید سمجھیں اور تصدیق دعویٰ کریں اور آپؐ سمجھیں اور اگر یہ کہتے کہ محتمل التاکید سمجھتے تھے مگر اپنے زمانہ کے لوگوں کی تصدیق اپنے دعوے میں نہیں کرتے تھے تو آپؐ کی شان اس کے بھی دور ہے کیونکہ جو لفظ محتمل الامر میں ہے اگر قائل اسکا جس امر کی نیت کرے گا تو وہ اپنے دعوے میں تصدیق کیا جاوے گا۔ اس زمانہ میں کہ جو خراب زمانہ ہے اور قیامت تک کہ اس قاعدہ سے کتابیں

خلاصہ اسکا کیا ہوا یا تو یہ کہئے کہ جب حضرت عمرؓ کے وقت میں طلاق
ثلثہ جمیعاً محتمل التاکید شائع ہوئی تب حضرت عمرؓ نے لفظ محتمل التاکید کو بھی
لفظ لا محتمل التاکید پر قیاس فرمایا اور لا تو یہ قیاس نہ محض قیاس مع الفارق بل
قرینہ ہے انکی شان اس سے بعید ہے دوسرے یہ کہ اگر یہ بات مان لی
جائے کہ آپؐ نے یہ قیاس فرمایا تو مطلب ماوّل کا جب پورا ہو کہ طلاق
ثلثہ جمیعاً حکم میں طلاق واحد کے نہ ہو بلکہ حکم میں طلاق ثلثہ فی طہر متفرقہ
کے ہو حالانکہ طلاق جمیعاً کا تین ہونا یہ بھی متنازع فیہ ہے بلکہ حدیث
خلاف اسکا تصریح ثابت ہے کہ طلاق ثلثہ جمیعاً بضم واحد حکم میں واحد
رجعی کے ہے تو اس ماوّل کے نزدیک بر تقدیر تسلیم قیاس میرا بھی مطلب
ثابت ہو کہ طلاق ثلثہ متفرقہ فی مجلس واحد کا بھی حکم طلاق واحد رجعی
کا ہے یا یون تقریر کیا گئے کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں انت طالق انت
طالق انت طالق لفظ محتمل التاکید جبکہ ایک مجلس میں کوئی قائل کہتا
تھا تو بعد تصدیق تاکید کے یہ طلاق ثلثہ حکم میں طلاق واحد کے ہوتی
تھی حضرت عمرؓ کے وقت میں چونکہ تجدید اسی لفظ محتمل التاکید سے
شائع ہوئی آپؐ نے حکم بلا تصدیق مکرر تین طلاق کا دیا۔ اس میں چہ
طرح کی قیاحت ہے اول تو یہ کہ درمیان اس حدیث اور اس معنی
کے بون بعید ہے کوئی لفظ اس حدیث کا دال نہیں ہے کہ زمانہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طلاق ثلثہ متفرقہ فی مجلس واحد بعد تصدیق ارادہ
تاکید حکم میں طلاق واحد کے تھی اور بعد تصدیق تکرر حکم میں مغلط

اُن بزرگ نے یہ آیت پڑھی اٰمنین مخلقین را و سکم و مقصرین
 لا تخافون مولوی صاحب نے التماس کیا کہ جناب ائین توداڑھی اور
 موچہ و چیلہ کا ذکر نہیں تب مدعی تصوف نے کہا کہ تم کیا سمجھو اگرچہ ائین
 کوئی لفظ نہیں ہے مگر مراد اس آیت سے یہی ہے یہ سینہ بسینہ آیا ہے
 قول اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ ان حدیثوں میں احتمال قید غیر مدخول بہا ہے
 اس واسطے کہ سنن ابوداؤد میں انھیں راویوں سے اسی مضمون کی حدیث
 غیر مدخول بہا کی آئی ہے چنانچہ نووی نے بھی طرف اسکے اشارہ کیا ہے الخ
 اقول یہ توجیہ دوسری ہے قطع نظر اسکے کہ یہ توجیہ فی نفسہ کیسی ہے اور
 حدیث ابوداؤد کیسی فرین ہے آپ کے نظر غائر اور اس عبارت کی تحریر
 پر کہ کیسے جوش و خروش سے آپ نے ہصر کا کلمہ فرمایا ہے کہ نووی نے
 بھی طرف اسکے اشارہ کیا ہے متبادر مطلب آپ کا تو یہی ہے کہ نووی نے
 اس کو پسند کیا ہے اسی سبب آپ نے قول نووی سند عظیم سمجھا ہے
 حالانکہ اشارہ کو کون سمجھتا ہے بیچارہ نووی نے تو تصریح کی ہی ائین
 توجیہ کے غلط ہونے کی اور یہ عبارت کہی ہے قال الجمهور هذا
 غلط الخ اور آپ بڑے محنتی ہیں ماشاء اللہ ذرا دوسط آگے
 بڑھ کر بھی نووی کو نہیں دیکھا کہ جس پر بنا اُس توجیہ کی ہے وہ حدیث
 کیسی ہے کیا تصریح سے نووی نے لکھ دیا ہے اما هذه الراية
 التي لا بني داود فضيفة راواها ابو السخيتاني عن قوم
 مجهولين عن طاؤس عن ابن عباس ^{عليه السلام} ^{عليه السلام} پھر آپ نے حق کو چھوڑ کر ایسی حدیث

فقہ کی مشحون میں دابہ بر حال اُس زمانہ میں کہ جسکی شان میں ہے۔
 خیر القرون قرنی ثم الذین یلوہم اُس زمانہ کے لوگ اپنے دعوئی میں
 مصدق نہ کئے جاوین جھوٹے ٹھہرائے جاوین یہ عدل عمری سے بہت
 بعید ہے ہل هذا لا تقسم اسبواسطے شیخ الاسلام والمسلمین محمد
 بن علی الشوکانی اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں اُس ماول پر لا یحفظ
 ان من جاء بلفظ یحتمل التاکید وادعی انه نواه یدق فی
 دعواه ولو فی اخر الدهر فکیف فی زمان خیر القرون ومن
 یلیهم وان جاء بلفظ لا یحتمل التاکید لم یدق اذا دعی التاکید
 من غیر فرق بین عصر وعصر پس ایسی تاویل پوچ اختیار
 کرنی کہ لفظ حدیث سے بھی نہ نکلے طح طرح کی قباحت بھی لازم آئے
 مستبعد ہے صاحب فہم سے ایسی تاویل کے قبول پر ایک حکایت
 یاد آئی ہے کہ ایک جگہ ایک صاحب مدعی علم تصوف بیٹھے تھے
 واسطے آزاد بننے کے کوئی شخص خدمت میں آ نکو حاضر ہوا۔ صاحب موصوف
 نے حجام کو بلا کر پہلے حکم صفائی ہی کا چارابرو کی دیا جب حجام نے قصد
 داڑھی کا کیا تو اتفاق وقت سے کوئی اہل علم بھی اُس جگہ بیٹھا تھا
 اُس نے حجام کو کہا کہ ہاں ہاں داڑھی مونڈنی ومنڈ دانی دونوں گناہ
 ہے تب صاحب مذکور بول اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص
 داڑھی اور مونچھیں دنیا میں منڈوا کر چلیے بنے گا اُس پر خوف عذاب
 نہیں ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ صاحب وہ کونسی آیت ہے تب

کبھی عام ہوتی ہے کہ وہ اس دعویٰ کی بھی مثبت ہے اور دوسرے دعویٰ کے بھی جیسا اسکی مثال کتبِ حدیث میں بہت ہونہ یہ کہ بابِ مقید اور خاص کر دیتا ہے اپنے مابعد کو اپنے ساتھ کہ سوائے اس دعویٰ کے کوئی دوسرا دعویٰ نہیں نکل سکتا تو اب نسائی کی طرفت گمان کرنا کہ اس نے حدیث ساتھ باب کے خاص کیا ہے تا اس پر یہ اعتراض وارد ہو کہ کچھ مناسبت باب اور حدیث میں نہیں اور کوئی لفظ بھی مخصوص دعویٰ نہیں گمان فاسد ہے اُس بیچارہ نے تو اتنی ہی عبارت لکھی ہے۔

بَابُ طَلَاَقِ الثَّلَاثَةِ الْمَتَّفِقَةِ قَبْلَ الدَّخُولِ بِالزَّوْجَةِ

اُس نے تو کوئی حکم بھی اپنی طرف سے بیان نہیں کیا ہے بلکہ بعد اُس کے ایسی حدیث عام بیان کی جو کہ جس سے حکم طلاقِ ثلثہ مدخولہ وغیرہ مدخولہ و ذلک کا نکلتا ہے کہ طلاقِ ثلثہ واحد رجعی ہے موافق دعویٰ مجیب اول کے تو اس حدیث سے حکم غیر مدخول بہا کا بھی صاحبِ فہم پر ظاہر ہو گیا نہ یہ کہ نسائی نے یہ کہا ہے کہ حدیث مخصوص ہے ساتھ غیر مدخول بہا کے اور اس سے حکم مدخول بہا کا نہیں نکلتا ہے فافہم ولا تکن من الہمتین قولہ رواہ ابو داؤد و اقول یہ حدیث ضعیفہ قابلِ حجت نہیں کیونکہ راوی اس حدیث کا مجہول الذات و ہم مجہول الصفات جو کیونکہ ایوب روایت کرتا ہے من غیر واحد عن طاؤس نہیں معلوم ہوتا ہے کہ غیر واحد کون شخص ہے اور کس طرح کا ہے عدول سے ہے یا نہیں بخلاف حدیث ابنِ جریج کے کہ راوی اُس کا مجہول الحال نہیں ہے کیونکہ اولاد کے

ضعیف کیوں اپنی حجت گردانی ہے آپ نے تو وہ نقل کی کہ میٹھا غیب
 کر دیا تھا تو بنو النخعی و علماء صاحب لضاف کی شان سے بہت
 بعید ہے کہ فتویٰ لا تقربوا الصلوٰۃ کا دیوین و افتم مسکری کو
 چھوڑ دیں بالفرض اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ذرا غور کرنے کی بات ہے
 کہ تعین قبل الدخول یہ منافی نہیں ہے روایات صحیحہ کی جو اعم ہر غایت
 مافی الباب اس روایت میں بیان ہے ایک فرد خاص کا اور بیان کرنا
 اختصاص اعم کا ساتھ اس فرد کے نہیں ہوتا ہے یہ کس نے سکھایا ہے اگر
 کوئی پوچھے کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک طلاق غیر مدخول بہا کو جو
 دیتا تھا واقع ہوتی تھی جواب میں اُسکے یہ کہا جائے کہ ان جو شخص ایک
 طلاق غیر مدخول بہا کو دیتا تھا واقع ہوتی تھی تو کیا اسکے یہ معنی ہونگے
 کہ ایک طلاق مدخول بہا کو نہیں واقع ہوگی کیا سمجھتے ہیں۔ ایسی ایسی
 تحریر پر جناب مولانا محمد سعید صاحب کا الجیب مصیب لکھنا بہت
 ناپسندیدہ معلوم ہوتا ہے مگر کیا کہوں جہاں القلم بجا ہوا کاٹے
 قولہ اور نسائی میں ترجمہ باب کا ساتھ ان قید کے ہے۔ اقول مولوی
 صاحب یہ کیا معاملہ ہے کہ جس کسی نے جو کچھ کہہ دیا اُسکو کا لوجی من السماء
 سمجھتے ہیں یہ بات آپ کو نہیں کہی جاسکتی ہے کہ آپ نے نسائی اس مقام
 کی دیکھی نہیں مگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے غور نہیں کیا ذرا اپنی سمجھ کو بھی
 دخل دیجئے جہاں باب باندھ کر حدیث لکھتے ہیں غرض اُس سے اتنی ہی
 ہوتی ہے کہ باب بمنزلہ دعویٰ ہوتا ہے اور حدیث اسکی دلیل اور دلیل

دینے لگے یہ واحد مطلب کس لفظ حدیث سے نکالا ہے میں جانتا ہوں
 کہ تفسیر اوّل کو سو کر کے ایک مقدمہ ذہن میں ٹھہرایا اسی طرف ضمیر
 پہن کے راجع فرمایا۔ معذاب آپ یہ مطلب کسی لفظ سے نکالیں مگر
 اس امر کو آپ تسلیم کر لیا کہ طلاق ثلاثہ متفرقہ غیر مدخول بہا زمانہ حضرت
 میں واحد رجعی تھی اور حضرت عمرؓ نے طلاق ثلاثہ متفرقہ کا حکم تغیر نہیں
 فرمایا بلکہ طلاق جمیعاً کا یہ حکم دیا ہے کہ جسکی تعبیر آپ نے اس لفظ سے
 کی لوگ تین طلاق مدخول بہا کو ساتھ واحد کے دینے لگے تو آپ نے
 تین کا حکم دیدیا میں یقین کرتا ہوں کہ جب حدیث ضعیف کی بکرت سحر
 مسئلہ طلاق متفرقہ غیر مدخول بہا میں مرتبہ تسلیم کو پہنچے تو احادیث
 قویہ مرفوعہ متصلہ باحجج و بنیات جب آپ کی نظر سے گزریں گی بیشک پاس
 کتاب سنت صحیحہ باین عقیدہ موصوف ہو جاویں گے کہ طلاق ثلاثہ
 متفرقہ ہو یا جمیعاً فی مجلس واحد مدخول بہا اور غیر مدخول بہا کو حسب
 کتاب سنت واحد رجعی ہے قولہ اور حدیث سوم فم واحد کی ابو داؤد
 میں ہے لیکن خود ابو داؤد نے اس کو قول عکرمہ کا کہا ہے حدیث نہیں
 اقول میان صاحب کیا آپ دیکھتے ہیں اور کیا سمجھتے ہیں اس
 صاحب خود ابو داؤد نے نہیں کہا ہے کہ یہ قول عکرمہ ہے اسکو کون
 اختیار ہے کہ نہ کہنے کا ابو داؤد بیچارہ تو یہ کہتا ہے کہ راوی فراموش
 ہے اس لفظ کو قول عکرمہ کا صریح لفظ تو بولتے ہیں وجعلہ
 قول عکرمہ اصل یہ ہے کہ ابو داؤد کو یہ حدیث عکرمہ کی دو طریقوں

رسول اللہ صلعم سے ہونا بس ہے اور ان لوگوں کی خیریت پر شہادت
 دینی رسول اللہ صلعم کے ساتھ خیر القرون قرنی شم الذین یلوہنہم
 کی کافی ہے اُسکی عدالت اور صداقت کو قولہ رواہ نسائی اقول
 اسکا حال ابھی معلوم ہو چکا کہ موافق ہے مجیب اول کے قولہ بموجب
 اس قید کے مطلب صاف ہے اقول مطلب آپکا تو مکہ رہو گیا کیونکہ روایت
 نسائی کا موافق ہونا مجیب اول کے تو ظاہر ہی ہے روایت ابو داؤد
 کی بھی مخالف نہیں کیونکہ دعویٰ مجیب اول کا اعم ہے غیر مدخول بہا ہی
 تو آپکے طور پر جزو دعویٰ مجیب اول ثابت ہی ہوتا ہے اس حدیث سے
 جو آپ نفی عام کی کرتے تھے ساتھ دعویٰ تخصیص کے تو کوئی لفظ مخصوص
 بھی آپ کو نہ ملا اس حدیث میں کہ عام کو خاص کرنے قطع نظر اس کے
 یہ حدیث قابل ہی نہیں ہے کہ کسی امر پر اس سے حجت پکڑی جا۔
 کیونکہ ضعیف ہے جیسا کہ آپ کی سند کی کتاب یعنی نووی سے آ
 پر ظاہر ہو گیا۔ اب آپ کو اس حدیث پر عمل کرنا مناسب نہیں تو
 یعنی زمانہ اول میں طلاق ثلثہ متفرقہ غیر مدخول بہا کے ایک شمار
 کیجاتی تھی اور زمانہ حضرت عمرؓ میں لوگ تین طلاق غیر مدخول بہا کو
 ساتھ لفظ واحد کے دینے لگے تو آپ نے تین کا حکم دے دیا۔ اقول
 آپ نے کان الرجل الی آخر صدرا من امارۃ عمرؓ کی تفسیر کی کہ زمانہ اول
 میں طلاق ثلثہ متفرقہ غیر مدخول بہا کی ایک شمار کیجاتی تھی بتابعونی
 ہن علیہم کی تفسیر یہ کہ طلاق غیر مدخول بہا کو ساتھ لفظ واحد کے

اس واسطے کہ حضرت عکرمہ لازم صحبت تھے حضرت ابن عباس کے
تو دونوں حدیثوں سے میرا مطلب ظاہر ہے کہ فتویٰ حضرت ابن عباس کا
اور حضرت عکرمہ کا بھی یہی ہوا اور یہ حدیث بھی دلائل سے مجیب اقل
کے ہے تو اب اُن لوگوں کی شان میں یہ کہنا کہ احادیث ضعیفہ متروک
العمل کو لکھ کر مذہب قرار دیا ہے موجب ندامت ہے ہکو بہت افسوس ہے
جناب مولانا محمد سعید صاحب دام ظلہ کی المجیب مصیب لکھنے پر کہ صحتی
اس رسالہ میں غلطیاں ہیں سب اُنکی طرف منسوب ہونگی مگر میں اُنکی
طرف سے معذرت کرتا ہوں قابل قبول ہے کہ حضرت مولانا کو بسبب
اعتماد کے کہ یہ مولوی ہیں ایسی ایسی غلطی کیا کریں گے رسالہ کو ملاحظہ
نفرما کر المجیب مصیب لکھ دیا ہو یا چونکہ مشاغل و زو و وظائف و
عبادت جناب باری میں اپنی اوقات صرف فرماتے ہیں علوم و فنون
احادیث ہی کی طرف توجہ نہیں چاہئے کہ ہر ہر امر اس محرر کا خیال کمین
ہی واسطے اکثر فتووں پر مہر نہیں فرماتے۔ مولوی صاحب نے اصرار کیا
ہو گا خاطر سے مہر کر دی ہے اور لوگوں کو میں کیا لکھوں اُنکا حال تو
ماہر ہی ہو جائے گا۔ کہ خود غلط املا غلط انشا غلط قول چہاں یہ کہ حدیث
کاذبہ جو کہ تین طلاقی کی ہے اُسکو ابو داؤد نے غیر صحیح قرار دیا ہوا قول
ایک غلطی کرنے کی عادت بیشمار ہے خدشہ کرنے میں جو غلطی فرمائی ہے
وہ تو ظاہر ہے شمار خدشہ میں بھی غلطی کی اظہار اسکا چونکہ خلاف قبول
ہے مطلب ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ مولوی صاحب کتاب بھی فراموش کیے

سے پہونچی ایک موقوف دوسری مقطوع پھر آپ کہتے ہیں کہ قول
 عکرمہ کا کہا ہے حدیث نہیں ہے معلوم ہوا کہ آپ نے یہ سمجھا کہ جب قول
 عکرمہ ٹھہرا تو حدیث نہیں ہوئی ابو داؤد نے حدیث ہونے سے اُسکے
 کیا ہے بہت افسوس کرنے کی بات ہے کہ آپ لوگوں کو ذرا بھی فن
 حدیث سے شغل نہیں الفاظ متداولہ اہل حدیث سے بھی وقوف نہیں
 سمجھئے کہ حدیث موقوف اسکو کہتے ہیں کہ قول یا فعل نسبت کیا جائے
 طرف صحابی کے اسکی مثال حماد کی روایت ہے قال ابو داؤد دروی حماد
 بن زید عن ایوب عن عکرمہ عن ابن عباس اذا قال
 انت طالق ثلاثا بضم واحد فہی واحدة اور حدیث مقطوع
 وہ ہے کہ جہین قول و فعل منسوب ہو طرف تابعی کے مثال اُسکی روایت
 اسمعیل بن ابراہیم کی ہے قال ابو داؤد و رواہ اسمعیل بن ابراہیم
 عن ایوب عن عکرمہ یعنی موقوف علی الصحابی کو موقوف کہتے ہیں اور
 موقوف علی التابعی کو مقطوع بولتے ہیں تو مطلب ابو داؤد کا یہ ہے
 کہ یہ حدیث عکرمہ کی بروایت مقطوع آئی ہے نہ یہ کہ یہ حدیث نہیں ہے
 ہاں اگر کسی معنی کر کے یہ حدیث نہیں ہوتی تو ممکن تھا سلب حدیثیت
 کا اس سے ذرا چھاپے کتاب مشکوٰۃ میں تالیف الشیخ کو بھی دیکھ لیتے تو
 یہ غلطی نہیں ہوتی اور اس حدیث کو مقطوع ہونے سے صحت حدیث
 حماد میں کوئی خرابی لازم نہیں آئی کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے علی شرط
 البخاری اور قرینہ بھی ہے کہ یہ حدیث دونوں طریقوں سے آئی ہے

مرفوع متصل بھی شاید نہیں بخلاف حدیث ابن جریج کے کہ اس نے
 تائید پائی ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے وہ یہ کہ ابو داؤد کی روایت میں ابن
 جریج سے یہ لفظ ہے قال اخبرنی بعض بنی رافع موالی النبی صلعم
 عن عکرمۃ عن ابن عباس الخ تو ابو داؤد نے یا نووی یا جن لوگوں نے کہ
 ایمین کہوٹ نکالا ہے یا تعلیلاً بیان کیا ہے وہ یہی ہے کہ ابن جریج تروا
 کرتے ہیں بعض اولاد ابی رافع ہو اور وہ بعض مجہول الذات نہ مجہول الحال
 جیسا کہ نووی تصریح کرتا ہے روایۃ ضعیفۃ عن قوم مجہولین یہ کہ اس حدیث
 میں اور کسی نہج کا نقصان ہو اب یہ ہیں اس کا جواب سن لیجئے کہ یہاں پر
 مجہول الذات ہونا اس راوی کا ضعف حدیث پر یا نہیں کرتا کیونکہ
 شرط قبول خبر کی بہتر و صادق ہونا راوی کا ہے اور یہ شخص مجہول الذات
 آنحضرت کی مولا کی اولاد میں سے ہے اور جھوٹ اُن لوگوں میں پھیلا
 تھا پس اولاد مولی رسول اللہ صلعم سے ہونا یہی بزرگی روایت کیلئے
 کافی ہے اور اُن لوگوں کے بہتر ہونے پر شہادت رسول اللہ صلعم کے
 ساتھ خیر القرون قرنی ثم الذین یلوہم کی واقع ہے اور یہ قصہ
 بھی مشہور و محفوظ ہے علاوہ اسکے داؤد بن الحصین نے اس راوی کی متابعت
 اس قصہ میں کی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قصہ راوی کو یاد تھا
 اور ابن اسحاق میں بھی عیب تدلیس کا نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں
 حدثنی فرمایا ہے اور ائمہ بھی ابن اسحاق کو قابل السند سمجھتے ہیں

اور اگر توجہ محنت ہو تو کسی محدث ہی سے پوچھ لیجئے کہ حدیث رکانہ کی ابو داؤد ہی میں ہے یا اور کسی حدیث کی کتاب میں بھی ہے اور ابن جریر ہی کی روایت سے ہے یا اور کسی روایت سے بھی ہے اب آپ ہم سے سنیے کہ یہ حدیث مسند امام احمد میں داؤد ابن حصین سے مروی ہے اور اس حدیث میں کوئی راوی مجہول نہیں فی مسند الامام احمد حدیثنا سعد بن ابراہیم حدیثنا ابی عن محمد بن اسحق قال حدثني داؤد بن الحصين عن عكرمة مولى بن عباس قال طلق ركانة بن عبد يزيد اخرا مطلق امراته ثلثا في مجلس واحد فحزن عليها حزنا شديدا فساله رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف طلقتها ثلثا قال في مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارأيت ان شئت قال فراجعها قال وكان ابن عباس يرى الطلاق عند كل طهر ورواه الحافظ ابو عبد الله محمد بن الواحد المقدسي في مختارته اور مجيب نے یہ تحریر کی ہے کہ دوسری روایت ابن عباس سے یوں ہے نہ یہ لکھا ہے کہ دوسری روایت ابو داؤد کی یوں ہے اور بالفرض والتقيد اگر یہ روایت ابو داؤد ہی کی ٹھہرائی جاوے تو بھی سمجھنا فقط ابو داؤد کا حدیث ابن جریر کو حدیث مرجوح نخل مدعا مجیب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انکی سمجھ کی غلطی بڑوں بڑوں سے معلوم ہوئی ہے۔ اب سنیے انکشاف اس امر کا کہ کیا منشاء پڑا ابو داؤد کو مرجوح کہنے کا اور حدیث البتہ کو راجح حالانکہ حدیث البتہ بالکل غیر صحیح ہے کوئی حدیث البتہ

حدیث ابن اسحاق کی حدیث اور ابن حنیف کی حدیث ملاؤ تو یہ معلوم ہوگا
 کہ یہ مجموعہ حدیث الدبہ سے بیشک قوی تر ہے اور جس شخص کو ذرا بھی طرف
 حدیث کے توجہ ہے ممکن نہیں کہ اس امر میں شک کرے پس ایسی حدیث
 جسکو امامون نے ضعیف کہا ہو اور اُس کے راوی مجہول الحال ہوں ان
 احادیث پر کیونکر مقدم ہو سکتی ہے۔ اب کہئے عامل احادیث ضعیفہ کے
 آپ ہی ٹھہرے نہ وہ لوگ کہ اپنے کو عامل بالحدیث کہتے ہیں قولہ اور نووی
 نے اسکو روایت ضعیفہ عن قوم مجہولین سے کہا ہے اقول اسکا جواب
 گزر چکا کہ جس سبب سے ضعف راوی کا نکالا تھا جاتا رہا قولہ اور قسطلانی نے
 مع ضعف راویان کے اس مذہب و حدیث کو شاذ و منکر کہا ہے اقول
 محض غلط و افتراء ہے قسطلانی اسکا قائل نہیں کہ حدیث شاذ ہے یا مذہب
 شاذ و منکر ہے قسطلانی نے تو مجیب کا قول بیان کیا ہے اور پھر اس
 جواب پر بھی راضی نہیں کیونکہ بعد اس جواب کے ایک ایسا معارضہ
 اس جواب پر پیش کیا ہے کہ اُسکا جواب نہ ہو سکا اور مجیب نے بھی حدیث
 کو شاذ و منکر نہیں کہا ہے مذہب کو شاذ و منکر کہا ہے۔ اب اُسکی
 تفصیل میں بیان کرتا ہوں سنو پہلے قسطلانی نے یہ بات فرمائی ہے
 کہ محمد بن اسحاق صاحب المغازی و حجاج بن اریطہ ان لوگوں نے طلاق
 نکتہ کے واحد رجعی ہونے پر تمسک پکڑا ہے حدیث داؤد بن حصین کو
 درصحیح کی ہے اس حدیث کی بعض نے بعد اُسکے فرمایا ہے واجب
 ہے بعضوں نے یہ جواب دیا ہے کہ ابن اسحاق و داؤد مختلف فیہ ہیں

کیونکہ اسی سند سے اکثر حدیثوں کو حجت پکڑی ہے تب یہ دونوں روایتیں
 موافق ہو گئیں۔ روایت طاؤس اور ابی صہبہ کی جو حضرت ابن عباسؓ
 مروی ہے اور طاؤس اور عکرمہ حضرت ابن عباسؓ کی اور شاگردوں کو
 نسبت کر اس حدیث کا حال زیادہ جانتے تھے اسلئے کہ عکرمہ تو آپؐ کے
 غلام تھے اور طاؤس آپؐ کے شاگرد تھے اور دونوں فتوے دیا کرتے تھے
 کہ تین طلاقیں ایک ہی ہیں اور اسی طرح جب ابن اسحاق کے نزدیک
 یہ حدیث ثابت ہو گئی تو اُسی کے بموجب حکم دینے لگے۔ اب حدیث البتہ کو
 حال سنو کہ یہ حدیث بالکل ضعیف ہے قابل حجت نہیں جیسا کہ ابن جوزی
 نے کتاب العلل میں فرمایا ہے اما حدیث رکانہ تھالیس بشیٰ اور
 حلال نے فرمایا ہے فی العلل عن الہثم قلت لابی عبد اللہ
 حدیث رکانہ فی البتہ فضعفہ اور بڑے بڑے امام جو حدیثوں کی
 علیتین جانتے ہیں مثل امام احمدؒ اور بخاری اور ابو عبیدہ سمعون نے
 حدیث البتہ کو ضعیف کہا ہے اسی طرح ابو محمد بن حزم نے ضعیف کہا
 اور کہا ہے ان لوگوں نے کہ اس حدیث کے راوی مجہول الحال ہیں کہ
 اُنکا عادل ہونا اور حدیث کو یاد رکھنا معروف نہیں اور امام احمدؒ نے
 فرمایا ہے کہ حدیث رکانہ اندہ طلق امراتہ البتہ لایثبت لیس بشیٰ
 یہاں سے یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ حدیث داؤد ابن حصین کی حدیث
 ابن جریرؒ اور حدیث البتہ دونوں سے صحیح تر ہے اور حدیث ابن جریرؒ
 کی اُسکی شاہد اور حدیث البتہ بالکل ضعیف ہے پس جب ابو صہبہ کی

ضعیف ہے قابل حجت ہی نہیں کہ کسی بات پر اس سے سند لاوین ان
 داؤد بن حصین کی حدیث صحیح ہے اور موید ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے
 تو اسکا خلاف البتہ مذہب شاذ و منکر کہلاوے گا ان سب باتوں کو غور
 فرمائیے۔ اب سینے جو قسطلانی نے اس مجیب پر معارضہ نقل فرمایا ہے
 کہ یہ کیا تمہنے ہفوات بیان کیا ہے کہ یہ مذہب شاذ و منکر ہے۔ ای صاحب
 بڑے بڑے صحابہ اور تابعین فرماتے ہیں کہ طلاق ثلاثہ فی عدۃ طلاق واحد
 رجعی ہے۔ دیکھو ابن مغیث نے اپنی کتاب الوثائق میں نقل کی ہے کہ
 یہ قول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے حضرت ابن مسعودؓ
 فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن عوفؓ نے فرمایا ہے حضرت زبیرؓ نے
 فرمایا ہے اور دیکھو ابن منذر ناقل ہے کہ عطائے فرمایا ہے طاؤسؓ نے
 فرمایا ہے اور حدیث صحیح کہ جبکا جواب باصواب سوائے تسلیم کے کسی
 محدث نے نہیں دیا وہ انکی حجت ہے فی مسلم من طریق عبد
 الرزاق الخ اور دیکھو حضرت شیخ خلیل ائمہ مالکیہ سے اپنی کتاب
 توضیح میں نقل کرتے ہیں کہ حکایت فرمائی تلمسانی نے مجھے کہ طلاق ثلاثہ
 فی کلمۃ واحدہ رجعی ہے یہ مسئلہ کتاب مسعی نوادر میں کہ جو بڑی مستند ہند
 حنفیہ کی ہے موجود ہے تو دیکھو میانصاحب کہ قسطلانی نے تو مجیب کی
 دہجیان اڑادی ہیں نہ یہ کہ خود قائل ہوں نہ کہ شاذ و منکر ہو سیکامعاذ اللہ
 قولہ اور زرقانی نے شرح موطا امام مالک میں کہا ہے والجمہور علی
 وقوع الثلاث بل حکمی ابن عبد البر لا جماع قالوا لا خلافہ شاذ الخ

دوسرے کہ یہ حدیث مخالف فتویٰ ابن عباس ہے تیسرے یہ کہ جب حدیث رکائے التبتہ صحیح ہوئی پس حدیث کا خلاف مذہب شاذ و منکر ہوگا۔ قابل عمل نہیں یہ حدیث ابی داؤد شاذ ہے پہلے مجھ سے ہر قول مجیب کا جواب سن لیجے اور قسطلانی نے جو معارضہ پیش کیا ہے اُسکو بھی بیان کئے دیتا ہوں مجیب کے مختلف فیہ کہہ دینے سے کچھ ضعف ابن اسحق و شیخین نہیں آیا بڑے بڑے ائمہ کے نزدیک یہ سند بعینہ مقبول ہے جیسا کہ میں بیان کر چکا اور پھر عادہ کرتا ہوں کہ جب ائمہ حدیث جیسے امام بخاری وغیرہ نے اس شخص کو ایسا قابل الحجۃ سمجھا کہ باوجود مخالفت اور حدیثوں کے مقدار پانچ و سق یا اُس سے کمتر کرنے کی حدیث میں ایسی سند بعینہ کی حجت پکڑی ہے اور اسیکو اختیار فرمایا ہے اور ابن قیم نے تصریح کی ہے قد اجمعت الائمة بهذا السند بعینہ فی حدیث مقید العریٰ الخ تب اس حدیث میں اس راوی کو قبول نہ کرنا اور حدیث کو بسبب تعصب مذہبی کے ترک کرنا مصداق یومن ببعض و یکفر ببعض کا بنا ہے اور یہ قول مجیب کا کہ معارض فتویٰ ابن عباس ہے غلط فہمی ہے مجیب کی یہ روایت ہے رسول اللہ صلعم سے کہ طلاق ثلاثہ واحد رجعی ہے اور وہ فتویٰ ابن عباس کا باتباع حضرت عمر تعزیرا ہے جیسا کہ اسکی تفصیل گزری پس ان دونوں میں تعارض نہ رہا۔ تیسرا قول مجیب کا کہ الاصح ما رواہ ابو داؤد و پس اسکا خلاف مذہب شاذ و منکر ہے قبل اسکے ظاہر ہو گیا ہے میرے بیان سے کہ حدیث التبتہ محض

نہ ہر جائے مرکب تو ان تاخین | کہ جا با سپر باید | نہ اسخ تن

ہم اور آپ مامورین اللہ اور رسول کے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
اسکو کیجئے قبول قولہ اور مؤید جو حدیث محمود بن لبید کو واسطے تائید
مجیب کے لائے ہیں وہ حدیث موافق مدعا ہمارے ہے اور حجت او پرانے
ہے اقول یہ نہیں کہتا کہ آپ اسکے قائل ہیں آپ کہیں یا اگلے چھوٹے
کہیں یا بڑے اس مقام میں جن لوگوں نے حقیقت اُلٹ دی ہے کہ
جو دلیل بڑی سے بڑی حرمت کی ہے اُسکو جواز میں پیش کرتے ہیں ل
چاہتا ہے کہ ہنس دے اور کچھ ظرافت سے بھی شمع خراشی کروں مگر شاید
ملاں خاطر ناظرین ہو تو مطلب ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ مولوی صاحب ذرا
آپ بھی چشم انصاف سے مغمائے کرین کہ لفظ بلعب کا جب کتاب یا ذکر
کے ساتھ نہ کور ہو گا تو معنی اُس کے یہی ہوتے ہیں غفلت عن الکتاب عمن
عن الکتاب یعنی عمل نہ کرنا ساتھ کتاب کے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
ما یاتیکم من ذکر من ربکم محدث الا استمعوه وھم یلعبون
یعنی جب سول اُسے کوئی نئی بات بیان کرتے تو وہ کھیل سمجھتے یعنی عمل
نہیں کرتے پس اس حدیث میں جب خبر دی گئی رسول اللہ صلعم کو کہ ایک
شخص نے تین طلاقیں اکٹھی ایک عدت میں دی ہیں تو یہاں رسول اللہ
صلعم نے جو فرمایا ایلعب بکتاب اللہ نو یہی معنی ہونگے کہ ٹھٹھا کرتا
ہے ساتھ کتاب کے یعنی عمل بالکتاب نہیں کیا تو اب ایقاع طلاق ثلاثہ جیسا
موافق کتاب نہوا کیونکہ اگر کتاب میں ہوتا تو عمل بالکتاب بھی پایا جاتا

اقول مولوی صاحب میں یہاں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے حوالہ میں غلطی کی ہے
 یا زرقانی اس نقل میں غلطی ہے بلکہ یہ کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے دعویٰ
 وقوعِ ثلثہ کا بعد طلاقِ ثلثہ فی عدۃ واحدہ کے کیا ہے غلط ہے ہاں جاری
 کرنا ثلثہ کا صاحبِ سیاست کو جائز ہے اسکی تفصیل اوپر گزر چکی اب
 سینے حال عبدالبر کا کہ دعویٰ اجماع متاخر کا بالکل غلط ہے تحریر اول سے
 بھی معلوم ہوا اور اب بھی دیکھئے کہ داؤد ظاہری اور اصحاب کو ان کے
 کہ سب کا مسلک یہی ہے کہ ان الثلث واحدۃ اور کتاب المعلمین
 طحاوی سے جو بڑا شخص حنفیوں میں گزرا ہے بیان اختلاف موجود ہے
 کتاب تہذیب الآثار میں بیان خلاف کیا ہے ابو بکر رازی کتاب احکام
 القرآن میں بیان خلاف فرماتے ہیں ابن مندرنے بیان کیا ہے ابن خنیم
 نے حکایت کی ہے محمد بن نصر المروزی والمازری نے کتاب المعلمین اختلاف
 کو تحریر کیا ہے اور بڑی بڑی کتابوں کے دیکھنے سے اختلاف معلوم ہوتا
 ہے کہ ان تک فہرست کتاب لکھوں اسید واسطے علما تحریر فرماتے ہیں۔
 اما دعویٰ اجماع المتأخرون دودۃ لم یزل الاختلاف
 ہاں اگر میں دعویٰ کروں اجماع قدیم کا تو ہو سکتا ہے کہ زمانہ ابو بکر صدیق
 رضی اللہ عنہ میں اجماع ہو گیا اس بات کا کہ طلاقِ ثلثہ فی عدۃ طلاقِ واحدہ
 بھی ہے بھلا عبدالبر یا اتباع اُن کے زمانہ صدیق میں کسی صحابہ کا تو خلاف
 بیان کر دین جیسا میں نے عبدالبر کے اجماع کو توڑ ڈالا اب آپ انکی طرف
 سے نہ پھریے ذرا سوچیے کہ میں کیا لکھتا ہوں بیہیت

کہ حدیث قابل استدلال نہیں لغو ہے اور یہ کہنا کہ خلافت اہل سنت
 ہے کذب ہے، قول اس ہر دو صورت میں تین طلاق مغلطہ واقع ہوگی ۲ الخ
 اقول یہ فرمانا آپکا بسبب قصور نظر فی الحدیث و عدم تفکر فی القرآن ہے
 میں نے تو ثابت کر دیا۔ حدیث سے کہ دونوں صورتوں میں طلاق واحد
 بھی ہے نہ مغلطہ اور قرآن آگے سینے گا قول اور احتجاج انکا ساتھ حدیث
 رکنا نہ کے ہے جسکا رد اوپر بخوبی ہو چکا ہے ۲ الخ اقول اسکا لغو و غلط
 ہونا بخوبی بیان کر چکا حاجت اعادہ نہیں قول اس بعض کے قول کو
 نووی اور زرقلانی شرح موطا نے بخوبی رد کیا ہے ۲ الخ اقول رد نووی اور
 زرقلانی کی ہو چکی۔ ناظرین بخوبی فرمیں کہ میرے دعویٰ اور دلیل پر کوئی
 حدیث باقی نہ رہا قول اور نقل صحیح بخاری سے مع شرح اسطرح ہے باب من
 بازالطلاق الثلث ای دفعه واحده او متفرقا لول الله تعالى
 الطلاق مرتان فامساک بمعرف او تسريح باحسان وهذا ابتداء لایقاع الثلث
 دفعه واحده وقد دللت الایة علی ذلك من غیر تکیف خلافاً لمن لم یحذر ذلك
 وقال هل العلم اذا طلق ثلاثاً فقد حرمت علیہ ای حکم
 تنصیح نروجا غیرہ فسموہ حواما بالطلاق والفراق
 اقول حضرت سلامت بخاری نے دو حدیثیں بیان کیں ایک عویمر
 عجلمانی کی لعان کی اس حدیث سے یہی بات نکلی کہ عویمر عجلمانی نے بعد
 لعان تین طلاقیں فی مجلس احدی میں نہ یہ کہ موجب حرمت ہو کیونکہ
 سب کا اتفاق ہے کہ بعد ثبوت لعان عند الحاکم وہ عورت حرام ہو جاتی

ٹٹھانہ کہا جاتا جیسا کہ اگر طلاق ثلاثہ کوئی تین عدت میں دے تو یہ نہیں
 کہا جاسکتا ہے کہ وہ شخص قرآن سے ٹٹھا کرتا ہے تو اب معلوم ہوا کہ
 حتیٰ تنکح من وجا غیرہ کا یہ نتیجہ اُس طلاق کا نہیں کہ جو قرآن میں نہیں
 بلکہ یہ نتیجہ اُس کا ہے کہ جو قرآن میں ہے وہ تین طلاق تین عدت میں دینا
 اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود غصہ کے یہ نہیں فرمایا کہ بی بی حجہ
 حرام ہو گئی بلکہ ڈانٹ دیا کہ قرآن کے خلاف طلاق نہ دو اور اگر حرام ہوتی
 تو ضرور آپ بیان کر دیتے حالانکہ خبر دی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے کہ اس طلاق کے کہنے سے بی بی حرام ہوئی یا نہیں جیسا کہ سیاق
 حدیث دلالت کرتا ہے تو صاف ظاہر ہو گیا اس حدیث سے کہ طلاق
 ثلاثہ سے حرمت نہیں ہوتی حلت ہی رہتی ہے تب مخالفین کا یہ کہنا کہ
 میرے موافق ہے بجز عدم تفکر فی القرآن والاحادیث کے کیا کہوں
 قولہ پس اس بیان سے صاف ظاہر اور ثابت ہوا کہ فتویٰ نہا کی کوئی
 حدیث قابل استدلال نہیں ہے اور یہ حکم خلاف مسلک عملائے محدثین
 علیہم الرضوان کے ہے اقول بیان ماسبق سے صاف ظاہر ہوا کہ مجیب
 اولیٰ چار روایت حجت ہے کسی روایت کے ضعف کو مجیب ثانی نے
 نہیں بیان کیا اور جس روایت کا ضعف بسبب عدم فہم کے بیان بھی کیا
 تو اُس کا جواب پایا اور مقابل میں اُن حدیثوں کے جو حدیث رکازہ بیتہ
 بیان کیا وہ محض ضعیف ٹٹھری اور یہ مسلک ہونا صحابہ اور تابعین اور
 محدثین متقدمین اور متاخرین کا میں لیا کر چکا تو اب مجیب ثانی کا لیکھنا

واحده موجب حرمت مغلطہ ہے تب نقل کرنی صحیح بخاری سے مقابل
 میں دعویٰ مجیب کے سوائے تسوید کاغذ یا عوام کو دکھانا کہ اس رسالہ
 میں بخاری کا بھی نام ہے مغیر مطلب نہیں کیونکہ ہماری آپکی فیما نحن فیہ
 یہ ہو کہ طلاق ثلاثہ فی عدۃ واحده موجب حرمت مغلطہ ہے یا نہیں باب
 من اجازہ ہی پکارے دیتا ہے کہ لوگو یہ میری غرض نہیں۔ مولوی صاحب
 بخاری کا مطلب سمجھئے کہ بخاری کی اگر یہ غرض ہوتی تو یوں باب نہ مضنا کہ
 باب ثبوت الحرمة المغلظة عن طلاق ثلاثہ یہاں بخاری دوسرا
 ہی جگہ بیان کر رہا ہے اصل یہ ہے کہ درمیان شافعی اور امام ابو حنیفہ
 کے خلاف ہو کہ طلاق ثلاثہ فی مجلس نیا جائز ہے یا حرام شافعی فرماتے ہیں کہ
 حضرت صلعم نے عومیر کو تین طلاق دینے پر ثابت رکھا اس سے معلوم ہوتا
 ہے کہ تین طلاق حرام نہیں جائز ہے اور ہمارے مجتہد امام ابو حنیفہ فرماتے
 ہیں کہ حرام ہے پس یہاں بخاری نے موافقت کی ہے شافعی کی اور
 تردید کی ہے ہمارے امام کی اور فرمایا تعیم کے ساتھ باب من اجاز الخ
 اور بعد اسکے دو حدیثیں دلیل میں لیا کیں کہ جس سے جواز طلاق ثلاثہ فی مجلس
 فی متعددہ معلوم ہوتا ہے اب صاف صاف باب اور حدیث میں بھی موافقت
 ہو گئی اب آپ قول اللہ تعالیٰ سے یہ نہ سمجھئے کہ طلاق کی سمجھاؤ اس سے
 کہ قرآن سے بھی جواز طلاق ثلاثہ فی عدۃ واحده نکلتا ہے قرآن میں تو طلاق
 ثلاثہ فی عدۃ واحده موجود ہی نہیں اور غرض بخاری کی بقول اللہ سے یہ
 نہیں کہ طلاق ثلاثہ فی عدۃ واحده ثابت ہو وہ قرآن بسبب جزاء اخیر کی

ہے ہمیشہ کو بعد طلاق کے بھی اُسکے لعان کرنے والے کو نکاح جائز نہیں
 تب بعد اللعان طلاق کو حرمت من و دخل نہ ہوا یہ طلاق ویسی ہی ہے جیسی
 اجنبیہ کو دینی خلاصہ یہ ہے کہ لعان ہی منشا حرمت موبدہ ہے جیسا کہ
 اپنے محل میں ثابت ہے نہ طلاق اور متنازع فیہ یہ ہے کہ طلاق ثلثہ فی
 عدۃ موجب حرمت ہے یا نہیں سو یہ بات نکلی اور دوسری حدیث
 عسیلہ رفاعہ کی اس حدیث سے یہ بات نہ نکلی کہ طلاق ثلثہ بغم واحد
 دی ہے بلکہ رفاعہ نے اپنی بی بی کو طلاق ثلثہ موافق حکم قرآن کے دی ہے
 یعنی پہلے مرۃ بعد مرۃ طلاق دی ہے تب تیسری طلاق دی ہے اگرچہ
 باب من اجاز میں بتہ طلاق کا لفظ ہے مگر خود روایت بخاری نے کتاب
 الادب میں اسکو تفسیر کر دی ہے فقال یا رسول اللہ ان دفاعة قد
 طلعتی اخر ثلثہ تطلیقات اور بعض اُن روایتوں میں جو اسکے مشابہ
 ہے اس میں آخر ثلثہ تطلیقات کو معنی خوب ظاہر کر دیا ہے یون بیان کیا ہے
 اخر ثلثہ تطلیقات بقیت لھا اب خلاصہ حدیث اول یہ ہوا کہ طلاق ثلثہ
 فی مجلس احد جائز ہے موجب حرمت نہیں کیونکہ لعان ہی موجب حرمت
 ہوا اور خلاصہ حدیث ثانی کا یہ ہوا کہ طلاق ثلثہ فی عدۃ متفرقہ جائز ہے اور
 موجب حرمت ہے کیونکہ حضرت نے منع فرمایا ہے کہ رفاعہ ابھی تک
 تجھ پر جائز نہیں ہے جب تک مزانہ چکے تو عبد الرحمن کا اور تعلیقات بخاری سے
 اس حکم کا نہیں نکلتا تو ظاہر ہی ہے حاجت بیان نہیں اب صاحب فہم
 پر غنی نہیں کہ کسی حدیث میں یہ بات ثابت نہیں ہے کہ طلاق ثلثہ فی عدۃ

کے نزدیک کہ جو بڑھم کرنے والا ہے اپنے بند و نپہر طلاق البغض تھی یعنی
 زہی شی تھی کیونکہ اس میں زہد کے بند و نکی شگستگی ہے اور ابلیس دشمن
 خدا کو خوشی کہ خداوند اور بنی بنی میں سے ہر ایک کو بدکاری میں مبتلا کرتا ہے
 بسبب تنہائی کے اور باوجود اسکے خداوند اور بنی بنی کو اسکی احتیاج بھی
 ہوا کرتی ہے اور ایمان ان دونوں کی مصلحت ہوتی ہے اسید واسطے اس
 بغض کو بقدر ضرورت جائز رکھا اور کہا اپنے بندوں سے کہ ان عزموا
 الطلاق فان الله سمیع علیم اگر قصد طلاق کا میرے بندے کریں تو
 اللہ تعالیٰ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے اچھا لا جناح علیکم
 ان تطلقتم النساء منین گناہ تم پر اگر دو طلاق اپنی عورتوں کو اور عورتوں کو سنا دیا کہ جب تم
 مطلقہ ہو تو بلا تین قرگزرنے کے نکاح کسی سے نہ کرنا المطلقات یتوبصن
 بانفسهن ثلثة فروع اس مصلحت سے کہ شاید میرے بندے کا
 دل پھر چاہے مراجعت کا یہاں تک کہ جب خواہش بند و نکی مراجعت
 ہوئی تب حکم فرما دیا کہ بولتھن احق بردهن اس حکم سے بند و ن فی
 شوخ ہو کر ظلم پر کمر باندھی کہ جس عورت کو زیر و زبر کرنا منظور ہو جائے
 طلاق دیتے جب تین مہینہ عدت کا قریب گزرنے کے ہوتا مراجعت کر لیتے
 پھر اسی طور بیسوں طلاقیں بلا حد معین دیتے جاتے یہاں تک کہ برسوں
 عدت ہی میں عمر اس مطلقہ کی گنوائے ایک عورت پریشان بال
 مضطرب الحال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر
 فریاد رس ہوئی کہ ہمیشہ اس شخص کا شوہر طلاقیں دیتا اور رجعت

بمناسبت تعیم باب کی لایا ہے باب من اجاز الخ اور کہنا قسطانی
 کا بعد تمامی قول اللہ تعالیٰ یعنی تسبیح باحسان و ہایتناول ایقاع ثلث
 دفعہ واحدہ شہہ من نہ ڈالے کیونکہ تناول ایقاع ثلث فہم ہے لوگون کا
 اور فہم مقابل تصریح قرآن معتبر نہیں خود حضرت قسطانی نے تحریر فرمائی
 ہے کہ جمع کرنا دو طلاق کا ایک عدہ میں خلاف قرآن ہے تین کو کون
 لیتا ہے اما البدعی فطلاق فی عدۃ طلاق رجعی یعتد بالہ قراءۃ
 و ذلک لمخالفتہ لقول اللہ تعالیٰ فطلقوہن لعدتہن الخ
 تو یہ آیت مخصوص ہو گئی اب تعیم سمجھنا غلط ہے کیونکہ فرمان عالیشان بآ
 طلاق یہ ہے الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان
 ولا یحیل لکم ان تاخذوا ہما اتیقوہن سیئ الہ ان یخاف الہ یمسک
 حد و اللہ فان خفتم الہ یمسک حد و اللہ فلا جناح علیہما فیما
 افتدت بہ تلک حد و اللہ فلا تعدوا و ہا و من یتعد حد و اللہ
 فاولئک ہم الظلمون فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح
 زوجا غیرہ فان طلقھا فلا جناح علیہما ان یتراجعا ان ظنا ان
 یمسک حد و اللہ و تلک حد و اللہ یمسک حد و اللہ یمسک حد و اللہ
 اب یہاں سے تفسیر ان آیتوں کی جو میرے ولین اللہ تعالیٰ نے الہاء
 فرمایا ہے وہ میں بی لڑ کر تاہوں فانظر الی ما اقول ولا تنظر الی
 من یقول اور ایسی وضع ہے تحقیق کسی تفسیر میں نہیں پاؤ گے فاعتد
 ہذا البیان واسقمہ باذنی الجنان اصل یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو وَعُمَرَانُ بْنُ حَصِينٍ وَآبِي
 وَنَسِي الْأَشْعَرِيُّ وَآبِي الدَّرْدَاءُ وَحَذِيفَةُ السَّيَوَالِي مَام
 فَزَالِدِينَ رَازِي صَاحِبِ تَفْسِيرِ كِيرِ نَاسِي نَذِيبِ كَوْتَرِجِ دِی ہے اور
 قِیس فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہی نَذِیب ہے کثیر علمائے دین کا جیسا
 کہ بعد اس عبارت کے فُتبت ان هذا الآية دالة على الامر
 بالتفريق لم يفرماتے ہیں وہو اختيار كثير من علماء الدين ان
 لو طلقها اثنين او ثلثا لا يقع الا الواحدة وهذا القول هو الا
 قيس لان النهي يدل على اشتغال المنهي عنه على مفسد راجحة
 بالقول بالوقوع سعی في ادخال تلك المفسدة في الوجود وانه غير جائز
 انكر كوني كسے کہ مان لیا کہ جمع کرنا طلاق کا خلاف کتاب و سنت و حرام
 ہے مگر وقوع طلاق ہو جاتا ہو اس حرام سے بھی جیسا کہ طلاق حلال ہے
 وقوع ہو جاتا ہے دیکھو حدیث عبد اللہ بن عمر کی مسلم میں کہ جب یونس
 بن جبیر نے پوچھا کہ فاعتدلت بتلك التليقة التي طلقت هي
 احسان قال مالي لا اعتد بها وان كنت عجزت واستعقت اور
 بعض روایت میں ہے فحسبت بتلك التليقة تو اس طلاق
 حرام کا شمار کیا جانا یہی معنی ہیں وقوع کو تو اب نیئے جواب اسکا کہ
 قیاس حرام کا اوپر حلال کے قیاس مع الفارق ہے فہم سلیم کیونکر قبول کر سکتا
 ہے اس بات کو کہ جو نتیجہ مامور حلال کا ہو وہی نتیجہ منہی حرام کا بھی ہو مثلاً
 کلح ساتھ اجنبی کے حلال ہے اسکا نتیجہ شامع کی طرف سے تملیک و انتفاع

کر لیتا ہے حضرت مہدوہ نے رسول خدا صلعم سے فرمایا جب یہ در خواست
 احکم الحائنین نے سنی کہ بندے میرے ظلم کرنے لگے میرے بندو نیز کہ جب چاہتے
 ہیں طلاق دیتے ہیں اور حب چاہتے ہیں روک لیتے ہیں اس میں تو بڑا فساد
 ہے اور خلاف حکمت تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سنو میں بڑا حکمت والا
 ہوں میں تم کو ترکیب طلاق دینے کی اور رجعت کرنے کی اور عدت میں
 بیٹھنے کی وغیرہ اس احکام بتائے دیتا ہوں اور حدین ہر چیز کی مقرر کئے
 دیتا ہوں اگر تم نے میرا خلاف کیا تو میں غالب ہوں تمہاری تدارک
 کرو گا واللہ عزیز حکیم تب اللہ تعالیٰ نے طلاق ایسی وضع خاص
 اور حد معین پر مشروع کیا اس صحت بھی حاصل ہوا اور خیابان بھی دور
 ہو جائیں اسکا طریقہ اپنے کلام بانظام میں تبصریح وتفصیل احکام طلاق
 بیان فرمایا کہ سنو صاحب طلقتم اور احق بدوہن سے یہ نہ سمجھو
 جس عدت سے طلاق دین اور حقیقہ رطلاق دین جائز ہے بعد اسکو رجعت
 ایسا نہیں بلکہ طلاق ایک ایک عدت میں ایک ایک کر کے دو از دیا
 اوپر ایک کے حرام ہے جمع کرنا دو طلاق کا ایک عدت میں صحیح نہیں
 لطلاق مرتان جیسا کہ مدارک اور تفسیر کبیر سے ظاہر ہے التعلیق
 الشرعی یجب ان یكون تطليقة بعد تطليقة علی التفریق
 دون الجمع والاداء اسو اسطے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ
 الجمع بین الثلث حرام یہی مذہب صحابہ کا جیسا کہ تفسیر کبیر میں منقول
 ہے دیوبندی سے ہذا قول عمر و عثمان و علی و عبد اللہ بن مسعود

مثلاً عدت میں بیٹھی اس چوتھی طلاق سے سنتا نوے یا تین کم ہزار سے ایک ہی طلاق فی الحیض سے یہ امر نہیں بہونیکا۔ اسید واسطے جب یونس بن جبیر نے پوچھا حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ آپ نے شمار کیا اُس طلاق کو جو دی تھی آپ نے حالت حیض میں تو یہاں سوال ہے کمیت طلاق ہی نہ وقوع و عدم وقوع طلاق سے جیسا کہ دوسری حدیث یونس ابن جبیر کی ابو داؤد میں دال ہے اسی معنی پر اخبار فی یونس بن جبیر انھہ سال ابن عمر فقال کم طلقت امراتک فقال واحدة جب آپ نے اس تقریر سے جواب دیا کہ مجھ کو کیا چیز مانع تھی کہ میں شمار کرتا ماق کو میں تو ایک طلاق شمار کر کے دی ہی تھا اگرچہ عاجز رہا نہ وقوع طلاق میں اور حماقت کی تینے بیچ ایقاع طلاق کے کیوں کہ جامع رسول اللہ صلعم نے وقوع کا حکم فرمایا جیسا کہ یہ روایت شریفہ میں معنی کو اخر جہ احمد و ابو داؤد والنسائی عن ابن عمر بلفظ طلق عبد اللہ بن عمر امراتہ وہی جائض قال عبد اللہ فر دھا علی رسول اللہ صلعم ولہ برہا شیاً قال لحافظ واسناد ہذا الزیادۃ علی شرط الصحیح وقد صرح ابن القیم وغیرہ بان ہذا الحدیث صحیح الحدیث رواہ ابو داؤد عن احمد بن صالح عن عبد الرزاق عن ابن عمر قال خبرنی ابو الزبیر انہ سمع عبد الرحمن بن ائمن مولیٰ عذرة سیال عن عمر اکیف نزی فی رجل طلق امراتہ حائضاً فقال ابن عمر طلق ابن امراتہ حائضاً علی عهد رسول اللہ صلعم فقال عمر عن ذلک

بضعہ مقرر ہے اور نکاح ساتھ اپنی بہن کے حرام تو اگر کوئی نکاح کر لے
تو اس کا نتیجہ بھی وہ انتفاع بضعہ چاہے گا معاذ اللہ علیٰ ہذا القیاس ہر عقود
منقسمہ لی الحلال والحرام کا یہی حال ہے کہ جو عقد حلال کا نتیجہ ہے وہی
عقد حرام کا بھی ہوا ایسا نہیں ہاں عقد حرام کے لئے شارع کی طرف سے خاص
ایک نتیجہ ہوا دسین کلام نہیں ورنہ منہی و مامورین کیا فرق رہیگا اور فرق
کرنا بین العقدین بلا دلیل کی اللہ و رسول سے معتبر نہیں باقی رہی یہ شدہ
تو اس حدیث میں وقوع طلاق سے سوال ہی نہیں اس سے ثبوت وقوع
ہو نہیں سکتا لوگوں نے مطلب ہی اس حدیث کا نہیں سمجھا ہے حضرت
عمرؓ تو ظاہر ظاہر وقوع طلاق سے عجز اپنا بیان کر رہے ہیں نہ خیال کری
کوئی اور اوہام کے تابع رہے تو کیا کیا جائے۔ انکشاف اسکا یہ ہے کہ
ایقاع طلاق حلال و ایقاع طلاق موجب نکال مکلف کو ہاتھ میں ہے چاہے
ایک طلاق واقع کرے چاہے چار چاہے طہر میں دی چاہے حیض میں مگر وقوع
اس طلاق کا شارع کے ہاتھ میں ہے کہ جس ایقاع طلاق سے شارع
وقوع طلاق کا حکم دیگا وقوع طلاق ہوگا اور جس پر حکم وقوع کا ندیگا اس
وقوع طلاق نہیں ہوگا جیسے کوئی تین سے زائد طلاق دے یعنی چوتھی
طلاق دے سو دے ہزار دے لاکھ دے دسویں کوئی ایک ہی دے
تین دے پر حیض میں دے تو اگر چہ شمار کیا جائیگا کہ یہ طلاق ایک ہے
تین ہے چار ہے سو ہے ہزار ہے لاکھ ہے مگر وقوع اسکا نہیں ہے
اور معنی وقوع یہ ہیں کہ یہ طلاق موجب عدت ہو ایسا نہیں ہو سکتا

نافع عزن عمرانہ قال فی الرجل يطلق امراته وهي حائض لا یعتد
بذلك وهذا السناد صحیحہ اور روایت کی ہے ابن عبد البر نے
نفعی سے انہ قال اذا طلق امراته وصی حائض لم تعد بها فی قول
بن عمر اب روایت دارقطنی سے کہ عبد اللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے قللك العدة التي امر الله ان يطلق بها النساء
۱۷۰ واحدۃ اس روایت کا بھی مطلب صاف یہ کہ شمار میں واحد
ہے وہ گویا مفرد حسب بتطليقة کا تو یہ بھی معارض لیس لشیء
تائید ہوا کیونکہ معنی لیس لشیء کے اور لم یہاں شیء کے تو یہی ہوئے کہ یہ طلاق
واقع نہ ہوئی اور ^{۱۷۱} واحد کے یہ معنی ہوئے کہ شمار میں یہ طلاق ایک ہے
ثواب کوئی شخص اپنی طرف سے جو لفظ حدیث میں نہیں ہے بڑھاوے
وریون کہے کہ ہی واحدۃ واقعہ تمام معارض ہو جاوے لفظ
رسول اللہ صلعم کے تو یہ شخص حکم میں واضح کے ہو جاوے گا اور یہ لفظ مضاف
ہوگا علاوہ اسکے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ^{۱۷۲} واحد متیقن نہیں ہے کہ
یہ قول نبی صلعم ہی کا ہے محتمل ہے کہ یہ قول ابن وہب کا ہو یا ابن ابی ذب
یا نافع کا اور میرے نزدیک بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی راوی
کا بڑھایا ہوا لفظ ہے کیونکہ عبد اللہ کی شمار طلاق میں اختلاف ہے
کوئی کہتا ہے کہ ایک طلاق دی کوئی کہتا ہے کہ تین طلاق دی کسی روایت
سے ثابت ہے کہ ایک دی دو کا ارادہ تھا تو جن راوی کے نزدیک ایک
بیان ثابت ہوا ہے وہی یہ فرما رہے ہیں ^{۱۷۳} واحد اور لم یہاں شیء کا مرفوع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان عبد اللہ طلق امراته وہی حائض فقال عبد اللہ فردها علی ولم یرہا شیئاً الحدیث فہو لاء رجال ثقاة ائمة حفظہم کذا فی نیل الاوطاس

اور روایت مسلم میں ہے فردها حاصل یہ ہوا کہ حدیث صحیح میں بسند مرفوع رسول اللہ صلعم سے یہ امر ثابت ہوا کہ نہ یقین کیا رسول اللہ صلعم نے اس طلاق کو شے واقع اور یہی مروی ہے رسول اللہ صلعم سے یہ حکم طلاق عبد اللہ پر لیس ذلک بشیء اخرجہ سعید بن منصور من طریق عبد اللہ بن مالک انہ طلق امراتہ وانہا حائض فقال رسول اللہ صلعم لیس لك بشیء تو ظاہر ہے کہ اس حدیث کے یہی معنی ہیں یعنی یہ طلاق جو عبد اللہ نے حیض میں دی ہے وہ طلاق نہیں واقع ہونی کی کالعدم ہے نہ یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ یہ طلاق لفظ نہیں ہے یا ایک یا تین جو دیا ہو عبد اللہ نے وہ ایک یا تین نہیں ہے نہیں ہیں معنی اسکے مگر یہی ہیں نفس الامر میں ایک دی ہے یا تین واقع نہیں ہے یعنی اس سے عدت میں نہیں بیٹھ سکتی ہے اسی سے فتویٰ ابن عمر کا یہ ہوتا تھا اس شخص کے حق میں کہ جو شخص طلاق حیض میں دے اس طلاق میں اس کی عورت عدت میں نہیں بیٹھے گی۔ روایت کی ہے ابن حزم نے محلی میں ساتھ سند متصل اپنی طرف ابن عمر من طریق عبد الوہاب الثقفی عن عبد اللہ بن عمر

دوسرے کو نہ یا درجہ یعنی لوٹ جا تو طرف حالت اولیٰ اپنی کے یعنی
ہبہ کو کالعدم سمجھ کہ بطور ناجائز دیا گیا ہے اور اگر میان پر ہبہ واقع ہوتی تو
آپ لوٹنے کو فرماتے کیونکہ بعد وقوع ہبہ لوٹنا منع فرمایا ہے قال البنی
صلعم العائد فی ہبتہ کالکلب یعود فی قیینہ او تر میرے معنی
رجعت کے بعد از طلاق ہیں اب معنی ثالث لینا معنی ثانی پر مقدم نہیں ہو سکتا
بلکہ معنی ثانی ہی لینا صحیح ہے تانہ لازم آوے معارضہ بین الحدیثین۔ دوسرے
یہ کہ یہ فہم خلاف ہو گا نص صیح کے کیونکہ صاف صاف رسول اللہ صلعم
نصحت فرماتے ہیں ہلوگون کو کہ جو چیز کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ چیز
باطل ہے نہیں واقع ہونیکی دیکھو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کہ خود بخاری میں موجود
ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلعم سے کہ میں بریرہ کو خرید کر آؤں کیا چاہتی
ہوں تو ولا حق ہمارا ہو گا مگر مالکان بریرہ شرط ولا کی اپنے واسطے چاہتے
ہیں حضرت نے فرمایا کہ تو خرید لے اور وہ لوگ شرط ناجائز کرتے ہیں
کرنے دے شرط ناجائز واقع نہیں ہوتی فانما الولاء لمن اعتق ففعلت
عائشہ عہد بعد اُسکے وعظ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جو بات کتاب
اللہ میں نہیں ہے اگرچہ سو مرتبہ کہی جاوے وہ باطل ہے قابل اعتبار
نہیں وہ کالعدم سمجھی جائیگی قادر رسول اللہ صلعم فی الناس فحمد اللہ
واثنی علیہ ثم قال اما بعد ما بال رجال یشترطون شروطا یسرفی
کتاب اللہ ما کان من شرط الیس فی کتاب اللہ فهو باطل وان کان
ما نہ شرط فمتاع اللہ احق وشرط اللہ اوثق فانما الولاء لمن اعتق

ہونا اور لیس بشی کا قول فرمودہ رسول اللہ صلعم ہونا تیقن ہے
 اور ابو الذریعہ کیلے ہی راوی نہیں ہیں متابعت کی ہے انکی چار راویوں نے
 عبد اللہ بن عمر محمد بن عبد العزیز بن رواد یحییٰ بن سلیم۔ ابراہیم بن ابی
 حسنہ اور بعضوں نے فلید اجمعہا سے سمجھا ہے کہ طلاق واقع ہو گئی کیونکہ
 رجعت بعد طلاق کے ہوتی ہے یہ فہم بخاری کا ہے صحیح نہیں کئی علتوں سے
 ایک تو یہ کہ یہم معارض ہو گا قول رسول اللہ صلعم کے قال رسول اللہ
 صلعم لیس لك بشی اور لم یوہاشیہا کی بلکہ معنی اسکے یعنی فلید اجمعہا کہ
 یہ ہیں کہ اپنی حالت احسن پر لوٹ جائے عبد اللہ بن عمر یعنی طلاق ناجائز
 کو کالعدم سمجھے اور بعضوں نے فہم بخاری کو ترجیح دی ہے یہ سمجھلکہ کہ معنی
 رجعت کے شرعی نہیں ہے یہ معنی لغوی ہی ہے اور معنی بخاری شرعی
 اور شرعی مقدم ہوتا ہے لغوی پر یہ بات بسبب عدم خیال معنی رجعت
 کے کہ شرع میں کیا کیا ہیں کہی گئی اور حال یہ ہے کہ شائع نے رجعت کو فقط
 معنی اول ہی میں نہیں استعمال کیا ہے بلکہ تین معنی میں استعمال فرمایا ہے
 ایک معنی میں نکاح کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فان طلقھا
 فلا جناح علیہما ان یتراجعا یعنی اگر طلاق دیدے شوہر نہ تالی تو
 نہیں گناہ ہے اوپر شوہر اول اور عورت مطلقہ کے کہ نکاح کر لیں وہ
 دونوں اور دوسرے معنی ٹوٹنا طرف حالت احسن کے کہ جس حالت پر
 پہلے تھا اُس حالت بُری سے جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے ابی
 نعمان بشیر کو جب انھوں نے ایک بیٹے اپنے کو غلام عطا کیا اور

کہ جب ایک شخص نے انت طالق فی عدۃ کہا تو ابھی تک صحیح موافق کتاب
 ہے اسکا رجعی ہونا جب از دیاد دوسرے طلاق کا اسی عدت میں کیا تو
 یہ از دیاد حرام مخالف کتاب ہے ایسے ہی تیسرا از دیاد بھی حرام ہے تو رسول اللہ
 صلعم نے ان دونوں از دیادوں کو کہ جس سے جمع لازم آتا ہے حرام و لغو
 سمجھ کر اسپر کوئی حکم مختص فرمایا باقی رہ گیا اصل شرعی ایک انت طالق
 کہ وہ رجعی صحیح حلال تھا بسبب صلاحیت محل کے حکم رجعی کا دیاجب
 میرے بیان سے منکشف ہو گیا اوپر عقل سلیم کے کہ طلاق بوجہ الحرام
 واقع نہیں ہونیکی یعنی وہ موجب عدت نہیں ہوگی اس بات کی طرف
 اشارہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ حکم الطلاق موتان کی بھی کہ
 ان عن مو الطلاق سے یا ۵ جناح سے یہ نہ سمجھو کہ جو طلاق ہوگی
 خواہ حلال خواہ حرام موجب عدت ہے المطلقات یتدبصن ثلثہ
 قر ۵۹ بلکہ یہ احکامات طلاق مامور شروع کے ہیں نہ حرام غیر مامور کے
 اور صورت حلال یہ ہے کہ جمع طلاق نہ کر دجیسا اوپر گزرا الطلاق موتان
 کہ جسکی تعلیم مہنے کیا ہے تو اب مرتان کا یہ مضمون ہوا کہ پہلے ایک
 طلاق دو تب عدت اُسکی تین قر ہوگی شمار کر د اگر دل میں تنہاے
 مراجعت منظور ہو تو اسی عدت میں مراجعت کر لو فامساک بمعرف
 یا کچھ لیکے چھوڑ د اگر بعد الرجعت پھر طال خاطر ہوا تو پھر طلاق دو کہ
 اُسکی عدت تین قر کر دے اور اس زمانہ میں بی بی کو باہر نکالو اور نہ
 وہ باہر جائیں اگر اس عدت میں کچھ لینے کا دل بھی نہ چاہے اور نہ مراجعت

اور بھی یہ فہم مخالف قول صریح عبداللہ بن عمر صحابی ہوگا جیسا کہ گذرا
 تحقیق سے اور یہ حدیث بھی دال ہے اس بات پر کہ جو طلاق کہ خلاف
 طلاق مشروع ہے وہ طلاق کالعدم ہے قال عبدالرزاق فی مصنفہ
 عن ابن جریر عن ابن طاؤس عن ابیہ انہ کان لا یدری طلاقاً
 ما خالف وجہ الطلاق و وجہ العدة و کان یقول وجہ الطلاق
 ان یطلقھا طاهر من غیر جماع و اذا استبان حملھا
 او رد و سری حدیث یہ ہے محلی میں قال الحنفی نا محمد بن المثنی نا عبد الو
 بن مہدی نا ہمام بن یحیی عن قتادة عن خلاص بن عمر و انھ
 قال فی الرجل یطلق امرأته وھی حائض قال لا یعتد بہ
 تو اب روایات میں معارضہ بھی نہ رہا اور فتویٰ اور روایت میں حضرت
 ابن عمر کی بھی موافقت ہو گئی پس اس تحقیقات سے میرے صاف ظاہر
 ہو گیا کہ طلاق حالت حیض میں واقع نہ ہوگی اگر کوئی امامیہ بکزیہ سوال کرے
 کہ جب طلاق فی حالت الحیض بسبب مخالف ہوئے کتاب اللہ و سنت
 رسول اللہ کی واقع نہ ہو وے تو جمع طلاق ثلثہ فی طہر واحد بھی تمہارے
 نزدیک بسبب مخالف ہوئے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے حرام
 ہوا اسی سبب سے وقوع حرمت مغاظہ کا تمہارے نزدیک نہ ہوگا تو میں
 کہتا ہوں کہ رجعت نتیجہ ہے ایک طلاق شرعی کا تب جمع طلاق ثلثہ فی طہر
 نتیجہ جو رجعت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تم اس کے قائل ہو کیونکر صحیح
 کہ امام رفع شہدہ کا تقریر کئے دیتا ہوں ذرا سمجھ کے قانون سے سنو

بڑا وے میں تفریق و احکامات طلاق کی اغلاق ہے کہ تفریق طلاق کی
 کیا صورت ہے تفریق فی العتہ ضرور ہے یا فقط تفریق فی التالف
 وقت میں طلاق دینی چاہئے اساک بالمعروف کیا چیز ہے تسریح کیونکر
 کرے احسان کیا چیز ہے احسان کسکا مراد ہے مرد یا عورت کا تسریح
 کی کئی قسم ہے کس قسم کا بڑا و کس وقت میں کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے واسطہ
 دفع ان اغلاقات کی چند آیتیں فرمائیں اولایکہ صورت مرتان کی تفریق
 فی العتہ ہے نہ تفریق فی التالف فقط یعنی ہر ایک عتہ میں ایک طلاق
 دینی چاہئے اسکی طرف کئی طرح سے اشعار فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے پہلی
 اشعار طرف تفریق فی العتہ کی باین آیت ہے اذا طلقتم النساء
 فبلغن اجلهن فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف یعنی
 جب طلاق دو اپنی عورتوں کو پس وہ عورتیں قریب اتمام عتہ پہنچیں
 تو بعد از طلاق دو ہی امر کا اختیار دیا جاتا ہے یا اساک یا تسریح کا نہ تسریح
 چیز کا اسی قضیہ منفصلہ سے ظاہر ہو گیا کہ بعد از طلاق الاول او قبل اللکسا
 او التسریح کہ زمانہ عتہ ہے ائیں حق طلاق نہیں یعنی جمع کرنا طلاق کا فی
 العتہ جائز نہیں بعد اس کے طلاق ثانی کی بڑا و کو اشارہ فرمایا ساتھ اعادہ
 اذا طلقتم کہ بیچ بیان حکم اتمام عتہ کو اسے بھی اشعار فرمایا طرف تفریق
 عتہ کے اس آیت میں اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا
 تعصلوھن الخ یعنی پہلی طلاق میں تو دو امر کا اختیار قریب بلوغ عتہ
 کو دیا تھا تم نے مثلاً تعیل حکم رجعت کی کر لی اگر پھر اس عورت کو دل

تو زمانہ عدت گزرنے دو بعد گزرنے اس عدت کے طلاق بائن ہو جائیگی
اور یہ عورت بلا نکاح جہریدہ تمہارے پاس نہیں آسکتی تو اس کو نکاح سونہ منع
کیجیو اور سترح باحسان جب احکم الحاکمین سے تخمیناً چھ مہینے کی مہلت واسطے
رفع رنج و غصہ اور اپنی مصلحت سمجھنے کیلئے دی گئی جیسا کہ اسی طرف اشارہ
فرمایا اللہ تعالیٰ نے لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور جب یہ
عدت بھی گزر گئی تب احکم الحاکمین نے فرمایا کہ مہلت تم کو اسید واسطے دی گئی
تھی کہ رنج و غصہ و رنج کر کے اپنی مصلحت سمجھو گے اور تمہاری بی بی ضمانت
میں لا لیجھ جن کے دلیلی تھی اب فیصلہ کر دیا جاتا ہے کہ اب بھی تم کو اگر بی بی
ساتھ رکھنا منظور ہے تو نکاح کر لو ورنہ اگر بعد گزرنے اس عدت کو تم سہمت
وصامت نہ رہے بلکہ تیسری عدت میں تیسری طلاق دیدی تو نہ حق حرجت
ہے گانہ حق نکاح اب وہ دوسرے مرد کے کام کی ہوگی فان طلقھا
فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ اب وہ باختیار مرد آخر ہے
جب وہ کہیں طلاق دے تو البتہ بعد از عدت طلاق زوج ثانی نکاح
کر سکتا ہے کہ جس کو باین لفظ تعبیر فرمایا ہے فان طلقھا فلا حرجنا
علیہما ان یتواجعا بعد اس تعین و تحدید کے یہ آیت فرمائی تھ
حدود اللہ یہ ہیں احکام محدودہ مفروضہ اللہ کے اور اس حد کے تجاوز
کرنے پر وعید ہے فلا تعتدا وھا ومن یتعدا حد اللہ فاولئک
ہم الظالمون اس آیت میں اگر یہ تصریح ہے تفریق نفس طلاق کی اور اس
ہو احکام طلاق کا اگر احکامات طلاق کی بطور قاعدہ کلیہ جمالی بیان کئے ہیں

نہ وہ نکلیں ان مگر جبکہ اُسے کوئی بُرائی ہو یعنی رفع حق اُنکا نہیں ہوا ہے نہ
 بعد طلاق ثلثہ اور صاحب نظر پر بنا بر اُن احادیث کے کہ بعد طلاق ثلثہ کے
 حق نفقہ و مکان بی بی کے واسطے نہیں بطریق اولیٰ تا کہ نہ نکلی اسکے کہ جمع
 طلاق ثلثہ جائز نہیں اور حبس تحرید و تنقیح فرمائی اللہ تعالیٰ نے کہ جب
 طلاق دو تو طلاق واحد فی العدة دو اور جمع طلاق فی العدة نکر و تویہ و عید
 مخالفین کو سنائی کہ و تَلَک حد و د الله و من یتعد حد و د الله
 فقد ظلم نفسه جب بند و ن نے یہ اعتراض کیا کہ حکم حاکم مرگ
 مفاجات مگر حبس ہو مالک گردانا تھا تین طلاق کا تو جسطور پر چاہتے
 اس ملک کو صرف کرتے اس جمع کے اختیار کو چھین لینے کا کیا نفع تھا اللہ تعالیٰ
 نے اس اعتراض کو رفع فرمایا ساتھ اس آیت کے لا تدی لعل الله
 یحدث بعد ذلک امر اطمینے ہنئے تو تمکو مالک و مختار ہی نہیں بنایا ہے
 مطلقاً تین طلاق دینے کا ہنئے تو تمکو مازون و مختار کیا ہے ایسے طلاق دینے
 کا کہ جسمین میں مصلحت جانتا ہوں اگرچہ تم اُسکے مصلحت سے واقف نہ ہو تمھاری
 تو خود رائی ہے تین طلاق فی العدة دینے میں کہ یہ منہی عنہ ہے تو بظہر اختیار
 چھین لینے کا کیا عذر ہے وہ مصلحت یہ ہے کہ بعد دینے طلاق کے اگر میرے
 بندے کو چھپتا و آوے تو رجعت کرے اور اگر جمع کا اختیار دیا جاتا تو وقت
 رنج و غصہ کے جمع کر لیتے مگر وقت عقل و ہوش کے حشر ہوتی ہمارے
 بندے تڑپ تڑپ کر محبوبہ کے فراق میں دیوانہ وار نماز و روزہ سے
 بے سرو کار جنگل و جھاڑ میں رہتے پھیرا راب ہنئے ہر طرح سے نصیحت مہرباب

ناراض ہوا تو جب دوسری طلاق دو تم بعد رجعت اُس طلاق اول کے
 پس پہونچیں عورتیں تمامی عدت کو یعنی زمانہ عدت گزر جائے تو اب
 اختیار رجعت نہیں نہ منع کرد نکاح سے اُن عورتوں کو اور جب تک عدت
 نہیں گزری ہے تو یہ مثل طلاق اول کے ہے حکم اسکا گزر ہی چکا اور
 بعد اسکے بیان کیا تفریق فی العدة کو ساتھ وضاحت کے سورہ طلاق
 میں یا ایہا النبی اذا طلقتم النکح اگر برتاؤ اطلاق کا چاہو اور ارادہ
 کرو طلاق کا تو پہلے میرا امر یہ ہے کہ طلقوھن یعنی پہلے ایک طلاق دو
 اپنی عورت کو عدت والی ادا تھن یعنی عدت والی طلاق وقت طہر
 کے اس سے رفع اغلاق ثانی کا بھی ہو گیا اور بعد طلاق اول احصائی
 عدت کرو و احصوا العدة یعنی عدت کو طلاق اول کی پوری کرو یعنی
 درمیان طلاق و احصاء کے کوئی طلاق نہ دو اور نظر ہے کہ جو شخص
 ایک طلاق پیچھے دو کر طلاق کے اُسی طہر میں دی تو وہ عدت
 والی طلاق دینے والا نہ ہوگا۔ اس لئے کہ عدت تو پہلے طلاق کی شروع
 ہو گئی اسکا زمانہ تین قررتک رہیگا تو اب ثانی کی عدت کون ہوگی و
 بلا عدت رہی تو خلاف قرآن طلاق دینو سے ڈرو و اتقوا اللہ دیکم
 اور شرماؤ نافرمانی سے اپنے پالنے والے کی بھراس حکم کی تاکید فرمائی
 ساتھ اس آیت کے لا تخرجوھن من بیوتھن ولا ینحجن الا
 ان یناتین بفاحشة مبینة یعنی سباق و سیاق آیت اس بات
 پر دلالت کرتا ہے کہ مجھ دو پہلے طلاق اول نہ کالو انکو محل قیام سے او

نجات مشکلات میں عرصہ قریب تین مہینے کے گزریگا یا زیادہ ہمپر رحم ہو اور
اجازت جمع طلاق کی یا جو موافق خواہش ہمارے درباب طلاق ہو دیکھ
دیجاوے یہ درخواست سرکار عالی تبار سے نامنظور ہوئی اور یہ حکم صادر پایا
کہ جو قانون کہ درباب طلاق بننا تھا وہ سب مقدمہ رو معین ہو چکا اب اسی
قانون کے موافق برتاؤ کیا جائیگا عذر و معذرت اسباب میں سمو ع
نہیں اب اللہ پر توکل کر کے تعمیل ایسی کرو و من یتوکل علی اللہ فہو
حسبہ وان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لكل شیء تدراط
اور جو مشکل تم پیش آوے اللہ کی اطاعت کی طرف متوجہ ہو مخافت اسکی
نکرو وہی تمہاری مشکل کو آسان کرنے والا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے و من
یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا ایسا سارے ہمارے نبی صلعم طلاق
ثلثہ فی العدة دینے والے پر حکم مخرج عن النکاح کا دیتے بلکہ اس طلاق پر بھی
رجعت کا حکم فرماتے باقی راجواب اسکا کلام اساک بالمعروف کیا چیز ہے
اُسکو اللہ تعالیٰ نے کہو لہ یا بعد فرمانے اذ اطلقتم اولیٰ کے الی آخر
فامسکوهن بمعروف و اسرھوهن بمعرفی یعنی جب طلاق دو پہلو
پہل اور عورتین قریب اتمام عدت پہنچیں تو دو امر میں سے ایک کا اختیار
زیادہ جاتا ہے یعنی اساک کرو اور یہی مقدم اور بہتر ہے امر میں سی یا تسرھ
باحسان کرو پھر تفسیر کی اساک معروف کی ولا تمسکوهن ضمارا
یعنی رجعت ایذا دینے کی نیت سے نکرو کہ پھر اسکو طلاق دے کر عدت
بن بٹھا دینگے یا زمانہ ضرر کا اسکے زیادہ ہو جاوے قریب چھ قر کے

تفریق فی العدة وعدم جمع طلاق کے کی اصلاح بھی بیان کر دئے اگر تمہیں
ایمان اللہ اور آخرت پر ہو تو نصیحت قبول کرو اللہ ذلکم یوعظ بھ
من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر واسطے خدا کے یہ نصیحت کیجاتی
ہو اسکو جو ایمان لائے ساتھ اللہ اور روز آخرت کی اور جو کوئی ڈرے
اللہ سے کریگا واسطے اس کے راہ نکلنے کی مشکون سے ومن یتق اللہ یجعل
لہ مخرجاً اور اگر قبول اس نصیحت کو نہ کرو گے اور خلاف اللہ کے
کر گے تو نقصان دنیا و آخرت کا اٹھاؤ گے نہ دنیا میں راہ نکلنے کی مشکون سے
ملے گی نہ آخرت میں گناہ سے نکلنے کی صورت تو اب اگر تین طلاق ایک
عدت میں دو گے یہ سمجھ کر کہ اسی وقت رہائی ہو جاوے مجھو مشکون سے کہ
جو بسبب اس عورت کے واقع ہیں اور ہم نکلیا وین اس کے نکاح سے تو
اس طلاق دینے سے دنیا میں بھی تمہاری رہائی نہیں ہو سکتی اور نہ عات
میں جھپٹکا راعدا ہے کیونکہ رہائی اُن لوگوں کے لئے ہے جو اللہ سے ڈریں
مطابق حکم اللہ کے کریں اور تمہیں مطابق حکم اللہ کے نکلیا بلکہ خلاف امر کیا تو
جو طلاق کہ حرام ہے یعنی امشارع کا اسپر نہیں ہے وہ مرد و دواطل ہے
اسکو قوت دید یا رسول اللہ صلعم نے اپنے قول سے کل عمل لیس علیہ
امرنا فہو رد و فی روایۃ من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فہو رد پس
کون ایمان والا مرد و د کو مقبول کر سکتا ہے تب پھر درخواست کی بزدن
نے کہ اسے مستجمع جمیع کمالات یہ بڑا مشکل ہے ہم لوگوں پر ملوگ جاتے ہیں کہ
جسوقت مشکلات سے نجات چاہیں پاوین اور حسب فرمان عالیشان

نہ منع کرو کیونکہ اس وقت تک وہ عورت تمہارے ہاتھ میں آسکتی ہے
 نکاح جدید کرو ایسی دو طلاقوں تک مضائقہ نہیں واسطے تنبیہ
 تدارک کے اگر اسکے بعد بھی تم ایسے ناراضا نہ ہو اپنی بی بی سے کہ کبھو نہ
 دیکھنا اسکا نہیں رہتے تو جسکاجی بعد ان دو طلاقوں کے بھی چاہے
 طلاق دے تو وہ طلاق ثالث دے فان طلقھا فلا تحل لھو
 من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ مگر اب نہ حق رجعت ہوگا نہ حق
 نکاح بلا نکاح کئے غیر مرد کی اسپر حلال نہیں ہوگی اور ایسی طلاق
 اگرچہ جائز ہے مگر محمود نہیں اسبواسطے اللہ تعالیٰ نے طلاق مینے
 والوں کو دو طلاقوں تک اپنا مخاطب ٹھہرا طلقتم طلقتم فرمایا اور یہاں پر
 قابل خطاب نہ سمجھ کر اصیغہ غائب فرمایا واللہ ہادی الی السداد
 باقی رہی یہ بات کہ تردید بخاری کی مذہب حنفیہ پر صحیح ہے یا خلاف
 تحقیق میرے نزدیک یہ خلاف تحقیق ہے کیونکہ بخاری رحمہ اور شافعی
 نے یہ سمجھا کہ جب حضرت نے بعد از لعان طلاق دینے پر سکوت فرمایا
 تو یہ طلاق جائز ہوئی بدعت نہیں کیونکہ عدم انکار رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کا موجب جواز ہے میں جواب دیتا ہوں کہ خیال کرنیکی بات ہو کہ جائز
 ہونے پر شے کے فقط سکوت آپکا ایک جگہ پر کافی نہیں بلکہ سکوت کے
 ساتھ کسی جگہ انکار نہ پایا جاوے حال یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ دینے پر
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے انکار صریح فرمایا ہے اور بڑی سختی کی ہے جیسا کہ
 حدیث صحیح موثوقین سے لیبید کے ثابت ہے نسائی میں ہے اخبار

تفسیر

لتعتدوا تا ستم کر نیوالے موجاؤ اپنی عورت کے اگر اگر اس نیت
 اساک کرو گے تو گناہ ہوگا تمپر ومن یفعل ذلک فند ظلم نفسه
 اور تیسرے بالا حسان کی دو قسم تھی ایک تیسرے باحسان عورت ہے کہ
 جس تیسرے کی تصریح فرمائی اللہ تعالیٰ نے باین آیت فان خفتم
 یقہا احدودا لله فلا جناح علیہما فیما افدت۔ یہ عورت تیسرے کی
 قبل گذرنے عدت کے پائی جائیگی پہلے ہی اسکو بیان کیا ہے جبکہ
 عدت نہ گذرے بی بی گھر سے نہ نکلے اور زیان ارببی بی ایک
 مکان میں رہیں تو ہر شخص فرے اللہ سے اقامت و دانہ میں پس
 نہیں گناہ اوپر مرد و عورت کے کہ بدلہ دے عورت بوض ٹھیکے
 کے یہاں چھٹکا را دینا مرد کا بوض احسان عورت سو کہ جبکہ نام خلع
 ہوتا ہے اور دوسری تیسرے عورت مرد کو جب بھی نہ صہ ہوتی ہے
 اس احسان کا وجود بعد گذرنے عدت کے معلوم ہوتا ہے اسبواسطے
 اس تیسرے کی تفسیر فرمائی اذا طلقتم ثانی کی بیان میں کہ جبکہ عدت
 گذر جائے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن
 فلا تعضلوھن ان ینکحن اذوا جھن یعنی جب طلاق تمھنے دی اور
 عدت گذر گئی تو تمھارا احسان یہی ہے کہ نہ منع کرو نکاح کرنے سے اور زواج
 کے عام ازین کہ وہ زون ہونے والے ہوں یا باعتبار ماکان اور نہ بہکا
 انکو نکاح کرنے سے کہ یہ خراب ایسی ویسی ہے یا انکا دل تمھیں سے راضی
 ہو تو اس شرم سے کہ ہم طلاق دے چکے اب کیا نکاح کریں اپنی نفس کو

اسکے احتمال صاحب مصابیح پر تردد یا بن میر کی نقل کی ہے تو بیچارہ صاحب مصابیح نے تو حکم کیا ہی نہیں ہے احتمال نکال دے آپنے قسطاً ہی کو حاکم و مبین بنا دیا مجب حال ہے کہ ناقل کو حاکم مردود کو مقبول فراتے ہیں مشفق من انت علی حرام کہنے میں چودہ مدسب ہیں اب الجگہ پر تفصیل بیان کرنی کہ کیا کیا لوگوں نے سمجھا ہے اور محاکمہ کرنا اور تحقیقات بیان کرنی اگرچہ دل چاہتا ہے کہ بیان کروں مگر خارج عن البحث ہونا اسکا باعث قلم انداز ہے خلاصہ یہ ہے کہ صاحب بخاری کی غرض یہاں پر اٹھی ہے کہ اگر کوئی لفظ حرام کا اپنی بی بی کو کہے تو اس سے طلاق مراد لیجا سکتی ہے نہ یہاں پر فی عداۃ واحداۃ اور فی عداۃ متعدداۃ اور اسکے احکام سے بحث ہے پھر ایسی عبارت کی تحریر سیاہ کرنا کاغذ کا ہے اچھا صاحب تمہاری تحقیق میں درمیان طلاق ثلثہ اور تحریم کے لیا نسبت ہے میں بیان کروں سینہ گایا درکھے نسبت درمیان طلاق ثلثہ اور تحریم کے عموم و خصوص من وجہ کی ہے مادہ اجتماع طلاق ثلثہ فی عداۃ متعدداۃ ہے کہ تحریم و طلاق ثلثہ دونوں کا مصداق ہے اور مادہ افتراق طلاق ثلثہ فی عداۃ واحداۃ ہے کہ ثلثہ ہے اور تحریم نہیں اور دو مادہ افتراق کا طلاق واحداۃ غیر دخول بہا اور طلاق رجعی بعد از اتمام عدت کہ یہاں تحریم ہے ثلث نہیں قولہ عن نافع قال کان ابن عمر اذا سئل عن طلق ثلثا قال لو طلقت مرة او مرتين لكان لك المراجعة فان النبي صلى الله عليه وسلم امرني بهذا لما طلقت امرأتی وہی حائض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امرأۃ ثلث تطليقاً
 جميعاً فقام غضبان ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهركم
 حتى قام رجل فقال يا رسول الله الا الله نخضرت صلعم خبر دے گئے ایک جل سے کہ
 اُس نے اپنی بی بی کو تین طلاقیں ایک ساتھ دین آپ اس خبر کے
 سُننے سے غضبناک ہو کر اُٹھے پھر فرمایا کیا اٹھھا کرتا ہے اللہ کی کتاب کے
 حالانکہ میں تم میں موجود ہوں یہاں تک کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض
 کیا کہ یا رسول اللہ صلعم کیا اُسکو میں مار ڈالوں تو دیکھو طلاقِ ثلثہ کے
 دینے پر ایسا انکار فرمایا ہے کہ مار ڈالنے پر سکوت فرمایا پس اس سے
 بڑھ کے کیا انکار ہو گا تو اب شے منکر کے بدعت و حرام ہونہیں کوں لسا
 کلام۔ با قولہ اور قسطلانی نے اس عبارت کی شرح میں بیان کیا ہے
 کہ در میان طلاقِ ثلثہ اور تحریم کے اعم و اخص مطلق کی نسبت ہے
 اقول ہاں قسطلانی نے یہ حکم دیا ہے بھائی دیکھو قال صاحب المصابیح
 من الما لکۃ یعنی فاذا کانت الثلث تحویماً کانت التحویم ثلثاً وهذا
 غیر ظاہر لہذا ان یکون بینہما عموم و خصوص بیان ذرا کتاب
 بھی غور سے دیکھا کرو کیسی تحریر کرتے ہو اے صاحب قسطلانی نے
 تو نقل کی ہے کہ صاحب المصابیح نے مطلب بنجاری کا یہ سمجھا کہ بنجاری
 کے نزدیک در میان طلاقِ ثلثہ اور تحریم کے نسبت مساوات ہے
 بعد اسکے صاحب المصابیح نے بنجاری پر اعتراض کیا کہ نسبت مساوات کی
 ظاہر نہیں جائز ہے یعنی احتمال ہے کہ نسبت اعم و اخص کی ہو پھر بعد

نے بعد حکم کرنے اس امر کے کہ طلاق کو بی بی سے پھیرے یعنی کالعدم سمجھ
 یہ طلاق واقع نہ ہوئی بسبب عدم صلاحیت محل کے یہ فرمایا کہ بی بی کو اتنے
 دن تک ٹھہرائے رہ اپنے پاس کہ اس میض سے فارغ ہو کر پاک ہو اور پھر
 بعد پاک ہونے کے حائضہ ہو پھر زمانہ حیض گزر جائے زمانہ پاکی کا آؤ تب
 اگر عبد اللہ کا بی بی چاہے طلاق دینے کا تو اس طہرین بلا جماع کئے ہوئے
 کے ایک طلاق دی کیونکہ میان پر فلیط لکھا آئین اور ملتہ کا لفظ نہیں ہے
 فذلک العدة التي امر الله ان يطلق لها النساء یہی وہ عدت ہے کہ جسکی
 تعلیم کے لئے ارشاد ہوا ہے مجھے اللہ تعالیٰ سے یا ایہا النبی اذا طلقکم
 النساء فطلقوهن لعدتھن الخ اب قرآن اور یہ حدیث دونوں یکسر
 دیتے ہیں ان سلسلوں کو کہ ایک طلاق ایک عدت میں ہونی چاہئے اور
 عدت طہر کا نام ہے اور وقت طلاق کا طہر ہے اور زمانہ عدت کا تین طہر
 ہے جسکو شمار کیا نبی صلعم نے حتی تطهر حتی تطهر حیث نظر اور طہر کو
 بے جماع ہونا چاہئے یہاں تک ٹکڑہ حدیث مرفوع کا ہے اب ابن ریح
 نے ایک ٹکڑہ موقوف اپنی روایت میں زیادہ کیا ہے دیکھو مسلم نے
 لکھا ہے زاد ابن رحمہ فی روایتہ وكان عبد الله اذا سئل عن ذلك
 اوریون روایت ہے اذا سئل عن الرجل يطلق امراته وهي حائض
 قال لا حد لهم اما انت طلقت امراتك مرة او مرتين قال سئل
 الله صلى الله عليه وسلم امرني بهذا وان كنت طلقتهما ثلاثا فقد حرمت
 عليك حتى تنكح زوجا غيرك وغضب الله في ما امرتك من طلاق امراتك

فقال لما ذكر عمر ذلك مرة فليراجعها فكان قال للسائل اطلقت
 طلقه او طلقتين فانت ما مود بالمر اجعة لا جن الحيض فلن طلقها
 ثلثا حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيره انتهى اقول اسن ايت
 کا مطلب آپ تو کیا سمجھیں گے قسطلانی ہی نے میں خیال کیا ہے
 یا بنظر سرسری ایسا ترجمہ کیا ہے کہ جس کے بیان کرینے سے آپ کو ظاہر ہو
 جاویگا کہ بیشک لغزش ہے اب پوری حریت کا مطلب بیان کرتا ہوں
 بعد اسکے لغزش سے قسطلانی کی اطلاع دوں گا اور یہ خیال کرے کہ تم
 سمجھو اور قسطلانی نہ سمجھے انکار قرآن نہ فرمائے گا ذلک فضل اللہ
 یؤتہ من یشاء اب سنے حریت عن نافع عن عبد اللہ انہ
 طلق امراة لہ وہی حائض ^{واحد} یعنی حضرت عبد اللہ نے اپنی بی بی کو
 حالت حیض میں ایک طلاق دی اور بعض روایت میں ہے کہ حضرت اللہ
 ابن عمر نے اپنی بی بی کو حالت حیض میں تین طلاقیں اکتھے دین جیسا کہ
 کی روایت میں موجود ہے ان ابن عمر طلق امراتہ ثلثا وہی حائض
 بعد اسکے راوی فرماتے ہیں فامره رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان یراجعها ثم یسکھا حتی تطهر ثم تحيض عند حیضہ آخر
 ثم یمہلها حتی تطهر من حیضہا فان اراد ان یطلقہا
 فلیطلقها حين تطهر من قبل ان یراجعها بیت ارشاد فرمایا صلعم نے کہ دعوت
 کر لے تو بنظر اس روایت سلم کے تو آپ کو سر ہی جھکا نا چاہئے خیر آپ کا
 خاطر سے مان لیتا ہوں کہ یہاں پر نہ بحث کیجئے اچھا صاحب غرض کہ ختم

بعد اب یہ دیتے تھے قال لو طلقت مرة او مرتين فالنبي صلى الله
 عليه وسلم مرفعه ايضاً بطلاق دعو تو پہلے تم توبہ تو حکم دیتے کہ اب اور اگر
 توبہ نہ کرے تو مرتین بطن طلاق دے تو دوسرے توبہ نہ کرے تو بطن طلاق دے اور لی
 کے تو بھی حکم ابیت کہ بے حی حکم دیا ہے بی صاحب کے فان طلقها
 ثلثا حوت عليك حتى تنكح زوجا غيره او اگر طلاق دے گا تو تیسرے
 توبہ ہی متین کے حرام ہو جائیگی یہ بی بی بی تجھے بسبب تفریق فی العدة
 کے اور طلاق نے جو یہ ترجمہ کیا ہے قول عبد اللہ بن عمر کہ لو طلقت
 مرة او مرتين بين افكوك ان طلقت طلقة او تطليقتين تو
 اسے اب انصاف یہ بھی نہیں کہ معنی ہے کہ طلاق نہیں نہ توبہ نہ عفو
 نہ توبہ نہ طلاق کی ہے اور معنی ہے کہ سے حضرت عبد اللہ ابن عمر
 نے یہ توبہ نہ طلاق و اقامت میں جیسا اس حدیث سے معلوم
 ہوتا ہے کہ طلاق کی یہ ترجمہ اور یہ فہم آپ کی قول سے بہت مستبعد ہے کہ
 حضرت عبد اللہ کی مفسر طلاق موصوفہ بصفہ ہو اور یہ انہی مفسر
 حدیث پر نہ تبت بیان کرین تو یہ توجہ یہ توجہ القائل بدالایر صی بہ
 قال انك ان اكرهين ترجمہ فرماتے ان طلقت واحدة او اثنتين
 تو یہ کہ تو کیونکہ جب طلاق مرتین پائی گئی یعنی مرفوعہ تو دوطلاق
 کہہ دینا تاخر رہے اور اثنتین کا ترجمہ مرتین نہیں ہو سکتا کیونکہ جائز
 ہے کہ وہ شے بمعنا ہو نہ مرفوعہ مگر اس ترجمہ سے کوئی عرض مخالفین
 کی نہ ملے گی کیونکہ یہاں پر اثنتین سے مری اثنتین مراد لیا جائیگا کہ جو مرتین

اسکا مطلب صاف صاف مثل آئینہ چمکتا ہے کہ جب سوال کو حجت
 اس شخص سے کہ جو طلاق فی الحیض دیتا قول ابن مسیح میں یہاں ثلث کا
 ذکر نہیں تو آپ تفصیل جواب دیتے کہ یا تو نے ایک حیض میں ایک طلاق
 دی ہے یا تو نے دوسرے مرتبہ بھی طلاق حیض ہی میں دی ہے پس تحقیق
 مجھ کو امر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ جائیگا طلاق سے اور اگر تو نے
 تینوں مرتبہ طلاق حیض ہی میں دی ہے تو بسبب پائے جانے تفریق
 فی العدة کے حرام ہوگئی تیری بی بی بلا حلالہ جائز نہیں ورتو نے گناہ
 کیا اللہ کا سب مرآت میں بسبب دینے طلاق فی الحیض کے اور طلقھا
 ثلثا سے بلا قرینہ جمیعاً لینا باطل ہے کیونکہ یہاں تفصیل مرقہ ہو رہی ہے
 جیسا لفظ مرقہ اور مرتین اور ثلثا اسی پر دال ہے صاحب نہم پر مخفی نہیں
 قطع نظر اسکے بر تقدیر ثلثا جمیعاً کی بنظر اس روایت کے کہ حضرت عبداللہ
 نے تین طلاقیں حیض میں دیں اور حضرت نے اُسے رجعت کا حکم فرمایا
 مخالف ہوگا نقل صریح کے علاوہ اسکے غضب کا لفظ بعد اس تفصیل کے اسی
 مطلب پر دلالت کرتا ہے کہ مطلب حضرت عبداللہ کا یہی ہے کہ ایک
 طلاق دو ایک حیض میں یا دو طلاق دو دو حیض میں یا تین طلاق دو تین
 حیض میں ایسی ایسی طلاق گناہ ہے اسی ملکہ وہ موقوف کو بخاری حمۃ اللہ
 مختصر ساتھ تبدل الفاظ کے بسبب نہونے اس حدیث موقوف کے
 حسب شرائط بخاری اپنی تعلیقات میں ذکر کیا ہے اذا سئل عن طلاق
 ثلثا یعنی جب سوال کئے جاتے تھے طلاق ثلث مرآت سے تو آچھاب

تو ہی دیتے تھے حضرت ابن عمر اُس شخص کے حال
 بی بی کو استیض میں بطح کی طلاق دی کہ
 عدت میں نہیں بیٹھو گی یعنی وہ طلاق واقع نہ ہوگی
 نہ تین سبب کا کہ جبکہ نفیہ من الطلاق مرتان
 ہے کہ یہ نہ حضرت عبداللہ ابن عمر کا نہیں ہے بلکہ
 کہ جو دارقطنی میں ہے مفعول ہے تو میں جواب
 نے معنی بیان کیا ہے قول عبداللہ ابن عمر کا اُسکو
 سب روایت حسن کی جو دارقطنی میں ہے فرمایا
 اللہ ابن عمر نے بیان فرمایا کہ اُس شخص نے اپنی
 ت حیض میں دی بعد اُس کے ارادہ کیا کہ دو طلاقین
 خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی پس حضرت نے فرمایا
 پر طلاق دینے کو اللہ نے حکم نہیں دیا ہے بلکہ
 پہلے تو ایک طلاق طہ میں دے لے تب دوسری
 دے اور کہا عبداللہ ابن عمر نے کہ حسب فرمانے
 پھیر لیا طلاق کو یعنی کالعدم سمجھا بعد اُسکی حضرت
 عورت پاک ہو پس طلاق دے یا رجعت کرے
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بھلا اگر ہم طلاق دیدیتو حسب طور
 طلاق حیض میں اور دو طلاق دو قرین تو آیا یوں
 ہوتا تب آپ نے فرمایا کہ نہیں بائن ہو جاتی وہ

پایا جاتا ہے بہر کیف اس حدیث میں بھی ثلث جمیعاً فی عدۃ واحده کا لفظ
 نہیں اور بالفرض والتقدیر اگر یہ لفظ ہوتا بھی تو یہ حدیث وقوف ہی
 رہتی اور وقوف مقابل مرفوع تحت نہیں تو آپ کی غرض اس حدیث سے
 کچھ نہ نکلی اور اس حکم کو اپنی رائے سے دینے کا متشابہ نہم ہے عبد اللہ ابن
 عمر کا کہ چونکہ ایک مرۃ سے لیکر دو مرۃ تک اور تین طلاق و فنی کا حکم توحی
 ہی ہے عند النبی صلعم اسبوا سطے تمکو حکم حجت کا ہوا اور حالت حیض میں
 دینے سے غصہ فرمایا تو تم بھی حجت کرو اس نہج کی طلاق میں اور تین طلاق
 ساتھ تفریق عدت کے تین حیض میں چنے نہیں دی تھی کہ اس میں حکم حجت
 کا بمکرم رسول اللہ صلعم فرماتے اور طلاق ثلثہ متفرقہ فی العدۃ کا حکم تو
 مغلط ہے تو اسکو موجب حرمت مغلط ہی سمجھو اگرچہ بسبب دینے طلاق
 فی الحيض کے گنہگار ہو گئے تو یہ فہم حضرت عبد اللہ کا بہ سبب خیال فرمانے
 اس بات کے ہوا تھا کہ علت موجبہ رجعت و حرمت طلاق کی حیض
 ہی ہے جیسا کہ دلیل لانار رسول اللہ صلعم کا قرآن سے دلالت کرتا ہے
 اوپر اسی امر کے کہ حیض اسی موجب حرمت طلاق ہے نہ موجب رجعت
 و حرمت ہے طلاق رجعی اور حیض پس اس تقدیر پر حیض ہر قسم کی طلاق
 کو باطل کر دیا گوئی قسم طلاق کی بھی حالت حیض میں واقع نہ ہوگی بسبب
 عدم صلاحیت محل اور جب حضرت عبد اللہ نے اس بات کو بھی خیال
 فرمایا کہ موجب حرمت طلاق فقط حیض ہی ہے تو اب آپ کا فتویٰ یہ ہو کہ
 عن بن عمر انه قال في الرجل يطلق امراته وهي حائض لا يعتد بذلك

غلط ہے کیونکہ مجیب اول یہ نہیں کہتا کہ فتویٰ دینا ساتھ تفریق کے
 صلہ میں غلط ہے جیسا اسکی تفصیل سابقہ گزری یاد کیجئے اور اگر آپ نے
 یہ خیال کیا ہے کہ یہ حدیثیں موقوف موطا اور ابو داؤد کی معارض میں
 واسطے اُن احادیث مرفوعہ کے کہ جو مجیب اول مسلم وغیرہ سے لایا ہے
 اولاً تو معارضہ نہیں اگر ہوتا بھی تو یہ خیال بسبب نہ یاد رکھنے اصول حدیث
 کے ہے معارضہ میں مساوات شرط ہے اور موقوف و مرفوع میں مساوات
 نہیں اور یہ حدیث موقوف ہے مقابل مرفوع کے قابل اعتبار نہیں
 تو یہ فتویٰ آپ کا یہ طرح مجروح ہو گیا قابل اعتبار نہ رہا اور آپ کا دعویٰ
 مثل تیسیم عنکبوت تار تار ٹوٹ گیا اب آپ نے جو حدیث ابو داؤد
 و موطا میں ٹکڑہ ٹکڑہ ملاحظہ فرمایا ہے پوری حدیث نظر سے نہیں گزری
 میں پوری حدیث بیان کرتا ہوں سینے کے عبدالرزاق استاد
 حضرت ابو داؤد نے کہا ہے کہ خبر دی ہم کو معمر نے ایوب کے کہا کہ حکم بن عیینہ
 نہ ہری کے پاس آئے اور میں ان کے ساتھ تھا اون سے پوچھا اُس
 باکرہ کا حال جسکو تین طلاقیں دی جاوین انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ
 حضرت ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور عبداللہ ابن عمرؓ سے پوچھا گیا تھا
 سمجھوں نے فرمایا کہ وہ عورت مرد کو حلال نہیں جب تک اسکو سوا
 اور خاوند سے نکاح نہ کرے ایوب کہتے ہیں کہ حکم وہاں سے نکل کر طاؤس کے
 پاس آئی اور وہ مسجد میں بیٹھ کر کہتے تھے اور اُن پر جب کہ حضرت
 ابن عباسؓ کا قول اس مسئلہ میں پوچھا اور نہ ہری کا قول اُن سے

عورت اور تجہیر گناہ ہونا اس طلاق کا اب اس حدیث سے بھی کوئی عیب
 ابن عمر کا مطلب نہیں سمجھو تو جواب اسکا خاموشی ہے وہ روایت یہ ہے
 وعن الحسن قال حدثنا عبد الله بن عمر أنه طلق امرأته بطلاقه وهي
 حائض ثم أراد أن يتبعها بطلاقين اخواتين عند الدخول فبلغ ذلك
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا ابن عمر ما هكذا أدرك الله تعالى
 انك قد اخطأت السنة والسنة ان يستقبل الله فطلق لكل مرة
 وقال فامرني رسول الله صلى الله عليه وسلم فراجعتهما ثم قال ذاهي طهرت
 فطلق عند ذلك او امسك فقلت يا رسول الله ارايت لو طلقها ثلثا
 اكان يحل لي ان اراجعها قال لا كانت تدير منك وتكون معصية واه الدارقطني
 مگر یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ روایت میں اسکی عطا انراسانی ہیں کہ یہ
 بالکل کاذب ہیں اور شعب ابی زریر الشامی ہیں کہ وہ ضعیف ہیں
 تفصیل اسکی سابقہ ذکر چکی رد میں فتح القدیر کے تو یہ حدیث قابل محبت
 نہیں فتکرو ولا تنکرو قول اور تین طلاق کے فتوے اور روایات جو ابن
 عباس سے ہیں وہ یہ ہیں انما قول ان روایتوں کو آپ مقابل مجیب
 اول کیون لائے اگر آپ یہ سوچے ہوئے ہیں کہ حضرت ابن عباس کا
 فتویٰ یہی ہے دوسرا نہیں ہے تو میں بیان کئے دیتا ہوں عن ابن
 عباس انما قال اذا قال انت طالق ثلثا بقسم واحد فحي واحد هكذا
 فی ابی داؤد و هذا الاسناد علی شرط البخاری هكذا فی الاثنا عشر
 اگر آپ نے یہ سوچا ہے کہ اس سے رد ہو جائیگا قول مجیب اول کا تو یہ بھی

فتوے دیا کرتے تھے۔ ہواحد الروایتین عن مالک بل المشہور
 عند المالکۃ عن بضعة عشر فقہیاً من فقہاء طلیطۃ المفین
 عن مذہبہ ہذا فی الاغاثۃ اور تعنیہ کبیر میں بھی قول
 مالک کا مذکور ہے اور ایک قول امام ابو حنیفہ کا بھی نوادر سے بیان
 لڑا یا ہون اور طلاق ثلث کے ربعی ہون کی روایت محمد بن مقاتل سے
 بھی جو بخاری کے اُسند اور امام اعظم کے بڑے صحابوں سے ہیں
 ابن خزمہ اور محمد بن نسیم وزری اور مازرعی نے کتاب معلّم میں بیان
 کیا ہے کہ محمد بن مقاتل کہتے ہیں یہ تو ایک قول ہے ہمارے مذہب
 امام ابو حنیفہ میں اور امام احمد کا بھی ایک قول ہے اور قیاس بھی اسکو
 شائبہ ہے کہ تین طلاق فی عدۃ واحدۃ سے تین طلاق واقع نہ ہو بلکہ
 عقل محال جانتی ہے وقوع ثلث کو کیونکہ عقد طلاق مثل عقد نکاح
 بیع و شراء و اجارہ کے ہے تو کیا نکحت نکحت نکحت سے تین نکاح
 ہو جائیگا بعت بعت بعت سے تین بیع ہو جائیگی یا استاجرت
 ثلثا یا استلیمت ثلثا سے تین اجارہ تین شرار یا یا جائیگا اے
 صاحب ایک بعت سے بیع ہو گئی دوسرا بعت لغو ہو جائیگا ایسے
 ہی ایک طلق سے مطلقہ معتدہ ہو گئی دوسرے طلاق لغو ہے
 یا جہان کہیں کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلع نے کہ جو شخص ایک روز بیز
 سبحان اللہ و محمدہ سو بار کہے اُس سے اُس کے گناہ جاتے رہیں گے
 اگرچہ سمندر کے پھین کے برابر ہو تو اس کہنے سے کہ سبحان اللہ

بیان کیا راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ طاؤس نے اس قول سے
 تعجب کر کے اپنی دونوں ہاتھ اٹھائی اور کہا کہ بخیر حضرت ابن عباس
 ان طلاق کو ایک ہی ٹھہرایا کرتے تھے قال عبد الله بن عباس
 اخبرنا معمر بن ابيوب قال دخل المحکم بن عیفة عن علی الزہری
 وانا معهم فسئلوه عن البکر تطلق ثلاثا قال سئل
 عن ذلك ابن عباس وابو هريرة عبد الله بن
 عمر فكلهم قالوا لا تحل له حتى تنكح زوجا غیر
 قال فخرج المحکم فاتی طاؤسا وهو فی مسجد
 فاکب علیه فسأله عن قول ابن عباس فیها واخبر
 بقول الزهری قال فرایت طاؤسا رفع یدیه تعجبا من
 ذلك وقال والله ما کان ابن عباس یجعلها الا واحدة
 ثواب دیکھئے کہ حضرت ابن عباس کے فتوے کا یہ حال ہے حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ کا فتوے بھی دونوں طور پر ہے ایک تو وہ جو اپنے
 نقل کیا اور ایک وہ جو نبی سابقا بیان کیا امام اعظم صاحب کا
 قول اور مالک کا قول اور احمد بن حنبل کا قول بھی ایسے ہی ہے
 دیکھو کتاب مازری کی جس کا نام ہے کتاب المعلم لغوایہ المسلم وہ
 تحریر کرتے ہیں وہواحد الروایتین یعنی تین طلاق کا واحد ہونا ایک
 روایت ہے مالک سے بلکہ روایت مشہور ہے مالکیوں کے نزدیک
 کچھ اوپر دس فقیہوں سے جو طلیط کے فقیہوں میں سے اوپر مذہب مالکی کے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

في الواقع ثمين طلاق يكلمه من رينيه تايك هي هو في بحال الله
 تعالى الطلاق هـ حـ تـ ان قال في التاويح التطبيق اشعري تطبيقه
 بعد الحقيقة انتهى كلامه في التفسير الكبير فثبت ان هذه الآية دالة على الامر بتفريق
 الطاقات وعلى التثديف في ذلك الامر والمبالغة فيه ثم القائلون
 بهذا القول اختافوا على قولين الاول وهو اختصار كثير من علماء الدين ان
 بوطاقتهم اثبتين او ثلاثا لا يقع الا الواحدة وهذا القول اقيس لان النهي
 يدل على اشتغال المنهي عنه على مفسدة راجحة والقول بالوقوع سعي
 في ادخال ملك المفسدة في الوجود وانه غير جائز فوجب ان يحكم
 بعده بحكم بعدم الوقوع والقول الثاني وهو قول ابى حنيفة انه وان كان
 محرم الا انه يقع وبذا منه بناء على ان النهي لا يدل على الفساد انتهى اما
 في التفسير الكبير فثبت ان في التفسير بلعلائه نظام الدين الحنفى النشافوري
 والقول الثاني منقوض بان نكاح النساء المحرمات فاسد بالاتفاق
 وان نكاح بلا شهود فاسد والكلام عمدا في الصلوة مفسد للصلوة لان
 كل منهي عنه قبيح ولا شئ من القبيح بمشروع فلا شئ من المنهي بمشروع
 ولان المنهي عنه معصيته فلا يكون مشروعا لما بينهما من التضاد وعلى
 هذا قال في نيل الاوطار في تقرير الاصول ان الامر بالشئ نهي عن
 ضده والمنهي عنه نهيا لزماته او كونه اذ لو صفه اللازم يقتضي الفساد

و حمدہ مائے مودۃ یہ ثواب حاصل ہو جائیگا اور بھی اس کہنے سے سو کا شمار وقوع میں آ جائیگا یا اعلان میں چار شہادتین معتبر ہیں تو کیا ایک مرتبہ اشہد بآربعۃ شہادۃ اس کہنے سے نتیجہ لمبائی کا یعنی چار گواہی ہو جائیگی ویسے ہی سمجھو کہ اگر کوئی بی بی کو کہہ دے کہ تجھ کو تین طلاق ہیں تو ایک ہی طلاق ہو گئی نہ تین طلاق اس کو نہ عقل قبول کرتی ہے نہ نقل تو اسے مسلم نان دین دا مومنان سمجھ دار و یکھو کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم اور قیاس اور اجماع صحابہ متقدمین اور اقوال محدثین متقدمین و متاخرین سب سے بہت ثابت کر دیا کہ بیشک حکم طلاق ثلاثہ فی عدۃ واحدۃ کا نفس الامر میں واحد رجعی ہے تو اب فیصلہ ناطق ہو گیا اس بات پر کہ قول مجیب اول اقویٰ اور صحیح ہے اور دعویٰ مجیب ثانی کا باطل اور غیہ صحیح۔

الجواب صحیح والمجیب نہیج

دورث سلیمان
داؤد ۱۲۹۷ھ

واللہ اعلم

ان ذہابوا صحیح عند من رتبہ سلیم
ولیکذوالاکل معتدا یم وانا عبد اللہ
البہاری محمد بن الشہید علی نعمت الظہاری
دفتر ربیع الاول ۱۲۹۷ھ

نعمت سلیمان
محمد علی

علیم الدین حسین

کے مزاج حضرت یملواری
عظیم آبادی ۱۲۰۰ھ

کے از خلائے پبلہری عظیم آبادی۔

توثیق محمد بن اسحاق

مخفی نیست کہ محمد بن اسحاق بن ایسار راوی حدیث بہ بعض ثقی عالمہ کا
 جرح کرنا موافق ود حنفیوں کے قواعد کے نہ فروع اور مدود
 سے اس لئے کہ نج ابن الہمام محقق حنفیہ نے فتح القدر میں توثیق اور
 تعدیل اُسکی بنجوبی کی ہے چنانچہ عبارت فتح القدر برکی یہ ہے و سو
 (اسے توثیق محمد بن اسحاق) الحق المایع ونقل عن مالک فیہ لایثبت
 ولو صح لم یقیدہ بل العلم کیف وقد قل الشعبۃ فیہ ہوا میر المؤمنین
 فی الحدیث وروے عنہ نسل الثوری وابن ادریس حماد بن زید
 ویزید بن ذریع وابن عیینہ وعبید الوارث وابن المبارک واحتمل
 احمد وابن معین وعامة اہل الحدیث عفر اللہ لہم وقد اطال البخاری
 فی توثیقہ فی کتاب القراءة خات الامام لہ و ذکرہ ابن حبان فی الثقات
 وان مالک راجع عن الکلام فی ابن اسحق واصطلم معہ وبعث الیہ ہدیۃ
 انتہی ما فی فتح القدر حاشیۃ الہدایۃ فی تعجیل المغرب من الہدایۃ محمد بن
 اسحاق بن ایسار امام حافظ احد اوعیۃ العلم صدوق فی نفع مرضی
 قال احمد بن حنبل حدیث حسن قال شعبۃ ہوا میر المؤمنین فی الحدیث
 انتہی ما فی تلخیص طبقات الذہبی للما فظ الامام السیوطی مختصراً محمد بن
 اسحق ثقۃ علی ما ہو الحق کہ فی المحلی شرح الموطا للعلامة سلام اللہ
 المحدث الحنفی من اولاد الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی قال فی جامع

والغاسد لا يثبت حكمه ومنها قول الله تعالى فامسك بمعروف
 او تسريح باحسان ولا اقم من التسريح الذي حرره الله ومنها قوله تعالى
 الطلاق مرتان ولم يرد الا الماذون فدل على ان ماعه دليس بطلاق
 لما في هذا التركيب من الصيغة الصالحة للحصر عن تعريف المراد اليه باللام
 الجنبية ومنها قوله صلى الله عليه وسلم من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد
 هو حديث صحيح شامل لكل مسألة في الفقه لما عليه امر رسول الله صلى
 الله عليه وسلم ومسئلة النزاع من هذا القبيل وقال الكرماني ان قوله تعالى الطلاق
 مرتان يدل على جواز جمع اثنتين اذا جاز جمع اثنتين جاز جمع الثلاث
 وتعقبه كما فظ بان قياس مع الفارق لان جمع اثنتين لا يستلزم البيونة
 الكبرى بخلاف الثلاث وقال الكرماني ان التسريح باحسان عام يتناول
 ايقاع الثلاث دفعة وتعقب بان التسريح في الآية انما هو بعد ايقاع اثنتين
 فلا يتناول ايقاع الثلاث دفعة وقد قيل ان هذه الآية من اوله عدم
 النتائج لان ظاهره ان الطلاق المشروع لا يكون بالثلاث دفعة
 بل على الترتيب المذكور وهذا اظهر انتهى ما في نيل الاوطار مختصرا ومن
 اراد التفصيل والتشريح فليراجع اليه والله اعلم وعلمه اتم

المراسم

تَلَطَّفُ حُسَيْنٍ الْعَظِيمِ آبَادِي

فراد جناب غروس کا شانہ سخن محقق
 من عالم بے بدل فاضل لامل مولوی
 سلیم عبدالصمد صاحب عظیم آبادی
 بہاری اگانوی سلمہ بیہ

شمع تحقیق را چو روشن کرد
 کہ بہ کذاب کار خرزن کرد
 مہر برہر زبان دشمن کرد
 در دال دشمنانش وزن کرد
 چشم بیدین کو روشن کرد
 چون بہ پست جناب مسکن کرد
 قصد در قعر منکر رفتن کرد
 رفع بہتان بقول آہن کرد

شمع لم عظیم دین حسین
 شمشیر بونشت فتویٰ جعیت
 تنگ و معنیش رنگین
 شمشیر ہچو سنان
 بر تفتاب اضواء
 کنان فخر رشید و سعید
 صمد بہ سال تالیفش
 ز غیب این ندا آمد

الاصول الى حديث الرسول من حرف المسم من الفن الثانی من الركن الثالث محمد بن
اسحاق بن ابوبکر وقيل ابو عبد الله بن يسار المدني مولى نيس بن مخزومه
المطلب تابعي راسه انس بن مالك وسعيد بن المسيب سمع
محمد بن ابي بكر الصديق وابان بن عثمان ومحمد بن علي الباقر واباسطة
محمد بن حماد بن عوف بن برمزال اعرج وناقصا مولى ابن عمر الزهری
وغيرهم وحدث عنه الائمة يحيى بن سعيد الانصاري وسفيان الثوري بن
عمر بن حجاج وشعبة وجري بن حازم وحماد بن سلمة وحماد بن زيد وشريك
بن عبد الله الخفي وابن عيينة كان عالما بالسياسة والمغازي وادب الناس
واخبار المبدأ وقصص الانبياء وعلم الحديث والقرآن والفقہ قدم بغداد
وحدث بهادرات بها اهلها انتهى ما في جامع الاصول وشمل في الاكمال
في اسماء الرجال

قطعة تاسیخ از تنبیح افکار ز فضل لوزی عامی مولوی حکیم محمد سلیمان صاحب کے از حضرات پھلوری

جنکا نامی علم میں ہے شباب کوئی نہیں
ہے تعجب کے مخالف کو نہ وہاں بھی یقین
حق و باطل وہ لکھیں افسوس حکام کو
غیب آئی نہ اکر نفع بخش مومنین

حامی دین رسول اللہ عظیم الدین سیر
فیصل کی خوب لکھا سنت بدعت میں وہ
گیا زما ہے عورت تک نہ ہو جنکی دیت
فکر سال طبع جسم مجھ کو ہے عاقل کوئی

اعلان

حضرات شائقین تحقیق مسائل دینیہ پر مخفی نہ رہے کہ یہ سارے حق و سچوہ کہ معارف و تحقیق حق تحقیق
 کا سارا الموسومہ **لفیصلۃ العیلم** حضرت عالم اہل و فاضل پویدان معوی ذی و اصول انہی سے مول
 و منقول ادیب لایسب لاشک ربکم الدین والدین جن مولانا عظیم عظیم بن احمد صاحب جم غفر
 ربہ الغفور مگر نہ ہی عظیم آدمی کے **حضرات شائقین** یہ بحالہ سداً خرقہ کا حصہ بنیں طلباء
 جو ایک ہی طہ اور ایک ہی جلسہ میں دیجاتی ہیں ان کے ایک و ربی طلاق مولے کے باب بن ابی اللہ
 لا جواب فیصلہ ہے مختلف علی الرحمۃ نے اپنی حیات فیض آیات بن ایک سہ شہری میں طلاق لایا
 تھا مگر جو ہر طرح کی خوبی کے شائقین تحقیق مسائل دینیہ نے انکو سے ۳۰ ماہ چندہ دم بخوش رہا
 بحمد اللہ محبوب زمان حرمیم کے اوقات دیکھ لیا اور شائقین کو کا نامنا مثل غفار
 معدوم و نایاب ہو گیا تھا اسلئے جب حاجن تنیم علیہ السلام صاحب سہ ربانیت و **کا الطافی**
 پر واقع کلکتہ بہاری حال نقای طلستہ محلہ تانقی باغ موکمین نمبر ۶۳
 ذی سبیلین سے ایک نسخہ اسکا بہا سے رائے اور اپنے خاص مال سے وارثہ کر کے منائے
 شائقین تحقیق مسائل دینیہ کے ستارہ ہند پر لیں واقع کلکتہ تحصیل و ارباب
 بنیا پو کھر روڈ نمبر ۳۳ سے جمیعاً کرتائع و ذال کیا ہے آپ حضرات شائقین مدد و معین ہو
 بذریعہ اس اعلان کے آگاہ کیا جاتا ہے کہ ۴۴ کا کلکتہ بسبیل ڈاک نقام کلکتہ تحصیل چوہا
 گر جا بنیا پو کھر روڈ الطافی پر ریس نمبر ۳۳ میں بنام منیر حاجی الطاف حسین صاحب اسان
 کریں تو انکو مع اس سالہ کے اور تین سالہ ثبوت میں تین طلاقوں کے ایک ہی طہرہ اور
 ایک ہی جلسہ میں دیجاتی ہیں ان کے ایک ہی رجعی طلاق ہونیکے باب میں بے نظیر میں روانہ ہو
 جاہنگیے بشرطیکہ شائقین مدد و معین اپنا پتا و نشان صاف واضح تحریر فرماویں فقط